مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیُقْظَۃِ

ماہِ محرم الحرام اور ماہ ربیع الاوّل شریف میں بیان کیے جانے والے دلچسپ واقعات

خواب میں زیارتِ مصطفیٰ ﷺ

ازقلم

ابو الحسان محمد طیب رشید صدیقی کیلانی

پبلشرز

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیُقْظَةِ

ماہِ مُحرم الحرام اور ماہ ربیع الاوّل شریف میں بیان کئے جانے والے دلچسپ واقعات

خواب میں زیارتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ازقلم

ابوالحسّان محمّد طیب رشید صدیقی کیلانی

نام کتاب: خواب میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف: ابوالحسان محمد طیب رشید صدیقی کیلانی

ناشر: اے جی پبلی کیشنز

سن اشاعت: ستمبر ۲۰۱۹ء محرم ۱۴۴۱ھ

کمپیوٹر ورک: اے جی گرافکس

تعداد: ایک ہزار

ہدیہ: 200 روپے

(کتاب ملنے کا پتہ)

دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

مکتبہ قادریہ نزد میلاد مصطفیٰ چوک سرکلر روڈ گوجرانوالہ

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

کرمانوالہ بک شاپ لاہور

مکتبہ ہمدم، ہمدم آباد شریف چھانگا مانگا قصور

علامہ فضل حق پبلی کیشنز داتا دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ عطاریہ والی بازار گوجرہ

مرکزی جامع مسجد تاجدار مدینہ 7 چک فیصل آباد

مکتبہ رضائے مصطفیٰ، چوک دار السلام گوجرانوالہ

مکتبہ ضیاء القرآن لاہور، بھیرہ شریف

مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف

فہرست

جو شہیدانِ ناموسِ سرکار ہیں

شان اُن کی بڑی ،ان کا رتبہ بڑا، جو شہیدانِ ناموسِ سرکار ہیں
ان پہ لطف وکرم خاص اللہ کا، جو شہیدانِ ناموسِ سرکار ہیں

جب بھی فتنہ اٹھا، یہ مٹاتے گئے، جاں لٹاتے گئے، سر کٹاتے گئے
ان پہ حرمت نبی کی ہو آشنا، جو شہیدانِ ناموسِ سرکار ہیں

کیسی الفت نبھائی ہے سرکار سے، کس محبت سے لپٹے ہیں وہ دار سے
پائیں گے خود پیمبر سے اس کا صلہ، جو شہیدانِ ناموسِ سرکار ہیں

آؤ مل کر چلیں ان کے مرقد پہ ہم، ہوں مؤدب، پڑھیں فاتحہ دم بدم
ان سے ٹوٹے نہ یہ ربط یہ سلسلہ، جو شہیدانِ ناموسِ سرکار ہیں

میرے دل میں نبی کی محبت رہے، دشمنانِ نبی سے عداوت رہے
کر عطا ان کا جذبہ مجھے اے خدا، جو شہیدانِ ناموسِ سرکار ہیں

انتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو

سراج السالکین، شمس العارفین، مراد شیر ربانی

حضرت پیر سید محمد نور الحسن شاہ بخاری قدس سرہٗ العزیز

تاجدار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

اور

زبدۃ العارفین، مقبول بارگاہِ رسالت، غوث الاغیاث

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری قدس سرہٗ العزیز

سجادہ نشین اول آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

کے نامِ نامی سے منسوب کرنے کا شریف حاصل کرتا ہے۔

قبولیت کا طلب گار:

ابو الحسان محمد طیب رشید صدیقی کیلانی

بفیضان نظر

مخدوم الاولیاء والعلماء پیر طریقت رہبر شریعت

عالمی مبلغ اسلام، منبع فیوض وبرکات،

حضرت پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری

المعروف قبلہ چن جی سرکار

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

اسی نسبت نے اُلفت کے دیئے دل میں جلائے ہیں
میری اندھیر نگری میں ستارے جگمگائے ہیں
نگاہِ مرشدِ کامل کی برکت ہی تو ہے واللہ
یہ عزت اور برکت کے جو ہم نے فیض پائے ہیں

حقیر پُر تقصیر:

ابوالحسان محمد طیب رشید صدیقی کیلانی

بفیضان کرم

پیر طریقت، رہبر شریعت، پروردۂ آغوش ولایت

حضرت صاحبزادہ......

پیر سید علی حسنین شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

اور

پیر طریقت، رہبر شریعت، پروردۂ آغوش ولایت

حضرت صاحبزادہ......

پیر سید محمد سجاد حیدر شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

حقیر پُر تقصیر:

ابو الحسان محمد طیب رشید صدیقی کیلانی

بفیضان تربیت وشفقت

خطیب اسلام، خادم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف
حضرت علامہ مولانا قاری
ابوطیب محمد رشید صدیقی کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ
جن کی تربیت وشفقت نے مجھے اس قابل کیا۔

اللہ کریم آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

احقر:
ابوالحسان محمد طیب رشید صدیقی کیلانی

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ پیر سید

محمد زین العابدین شاہ صاحب

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدالمرسلين

امابعد!

اللہ پاک کے فضل وکرم اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت سے برادر اصغر علامہ مولانا محمد طیب رشید صدیقی کیلانی خطیب اعظم فیصل آباد وخلیفہ مجاز حضرت کیلیانوالہ شریف نے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی فزوں کرنے کیلئے نہایت اعلیٰ عنوان پر قلم اٹھایا ہے، ہر مسلمان کی تمنا یہ ہے کہ اسے کچھ ملے یا نہ ملے بس دیدار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہو جائے۔ مومن کے دل میں یہ تڑپ اس قدر ہونی چاہیے کہ ملائکہ بھی رشک کرنے لگیں، اِن خوش نصیبوں کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے نزدیک ان کا ایمان عجیب ترین ہے، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رشک کرتے ہیں اور ملائکہ بھی۔

(مشکوٰۃ، باب ثواب ھذہ الامۃ، حدیث:۵۸۴)

اس پُر فتن دور میں جعلسازی کو روکنے کیلئے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر حضراتِ علمائے کرام کو بالخصوص اس طرف توجہ دینا ہوگی کہ ہر کس وناکس دیدار مصطفیٰ صلی

جاتا ہے، امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیر خواہی کے پیش نظر خواب دیکھنے والے کا امتحان ضرور کرنا چاہئے کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت بھی ہے آج کے دور میں عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر فقط حسنِ ظن پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اگر کوئی شخص دیدار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ کرتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کی تصدیق کرنے سے پہلے اس سے سوالات کرتے اگر وہ ان کے صحیح صحیح جوابات دیتا تو اس کی تصدیق کرتے ورنہ اسے اپنی مجلس سے اٹھادیتے، ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی بارگاہ میں آیا اور دیدار کا دعویٰ کیا تو آپ نے فرمایا:

"یہ بتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کے وقت تمہیں کون یاد آیا؟ تو وہ عرض کرنے لگا حضور اس وقت مجھے سیدنا امام حسن مجتبیٰ علی جدہ وعلیہ السلام یاد آئے، تو آپ نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: بالکل تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا دیدار کیا ہے۔" (طبقات لابن سعد، فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۴)

اور مسند احمد بن حنبل میں ہے:

"ای واللہ لقدرأیته قال فذکرت الحسن بن علی قال واللہ قدذکرته ونعته فی مشیته فقال ابن عباس انه کان یشجعه"

جب حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دعویٰ کرنے والے سے تصدیق چاہی تو انہوں نے قسم اٹھا کر کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا ہے، پس مجھے سیدنا حسن مجتبیٰ (علی جدہ وعلیہ السلام) یاد آئے پھر راوی نے آپ کا چلنا اور دیگر صفات بیان کیں تو آپ نے فرمایا:

بے شک یہ صورت تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہے۔

(مسند احمد، حدیث:۸۴۸۹)

اس کے علاوہ دیگر کئی احادیث سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین میں سے دیدار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویدار سے مکمل تفتیش کرتے اور پھر تصدیق کرتے۔

عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش نظر آج کے دور میں تو کڑا امتحان کرنے کے بعد ہی کسی کے خواب کی تصدیق کرنی چاہئے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُوَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّابَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

اَنَّ اَبَاهُرَیْرَۃَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: یَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِوَلَایَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ“

(بخاری شریف ج۲ص۱۰۳۵، مشکوٰۃ شریف ص۳۹۴)

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے ہیں جوتمام جہانوں کا پالنے والا ہے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر خواص مقربین کے وسیلہ سے فریادیوں کی فریادرسی فرمانے والا ہے۔

بے حدو بے حساب درودوسلام ہوں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جواللہ اور مخلوق کے درمیان تمام وسائل ووسائط سے افضل ترین وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور ان کی آل واصحاب پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر۔

خواب کی تین قسمیں ہیں:

اولاً: وہ خواب جواللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں، وہ مبشرات کہلاتے ہیں یعنی خوشخبریاں۔

ثانیاً: نفس کے خواب یہ وہ خیالات ہوتے ہیں جن کو بیداری میں انسان اپنے دل میں سوچتا ہے۔

ثالثاً: شیطانی خواب یعنی ڈراؤنے خواب، جن کے ذریعے شیطان تمہیں پریشان کرتا ہے۔ پس جوکوئی پریشان کن خواب دیکھے وہ اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور بائیں طرف تین بار تھوک دے اس سے وہ اُس (شیطان) کے ضرر سے محفوظ رہے گا اور اسے کسی کے آگے بیان نہ کرے۔

معزز قارئین! یہ مضمون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والے کے بارے میں ہے، لہٰذا سب سے پہلے میں بخاری شریف کی وہ حدیث پاک جو کہ میں نے شروع میں تحریر کی ہے اس کا ترجمہ اور تشریح لکھتا ہوں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو مجھ کو خواب میں دیکھے تو وہ بہت جلد مجھ کو بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

تشریح:

اس کی پہلی توجیہ یہ ہے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص ہے یعنی جو شخص دور دراز والا جس نے مجھے نہیں دیکھا اسے اللہ تعالیٰ ہجرت کی توفیق دے گا اور میری ظاہری ملاقات سے مشرف ہوگا اور یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ بعد وصال بھی اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت سے مشرف ہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر کرم فرمائیں گے اور بیداری میں بھی اپنی زیارت سے مشرف

فرمائیں گے۔(نزہتہ القاری شرح صحیح بخاری، جلد ۵، ص ۸۴۵)

شیطان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نہیں بن سکتا:

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا اس لئے کہ شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔(بخاری شریف، جلد ۲، ص ۱۰۳۶)

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس نے حق دیکھا:

۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی للہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

(بخاری شریف، جلد ۲، ص ۱۰۳۶، مسلم شریف، جلد ۲، ص ۲۴۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۳۹۴)

جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا:

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔(مسلم شریف جلد ۲، ص ۲۴۲، ابن ماجہ شریف، ص ۲۷۸، مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۴)

شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا:

۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔(مسلم شریف جلد ۲، ص ۲۴۲)

۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے خواب میں مجھے دیکھا گویا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری

صورت نہیں اپنا سکتا۔ (ابن ماجہ شریف ص ۲۷۸، دارمی شریف جلد ۲، ص ۱۴۵)

۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا، یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں آنے پر قادر نہیں۔ (ابن ماجہ ص ۲۷۸)

شیطان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں آنے پر طاقت نہیں رکھتا:

۸۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں آنے پر قادر نہیں۔ (ابن ماجہ ص ۲۷۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیداری میں ملاقات کی توجیہات:

حدیث نمبر ۱ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کی مختلف توجیہات کی ہیں۔

۱۔ یہ حدیث تشبیہ اور تمثیل پر محمول ہے اور اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

۲۔ وہ اس خواب کی تعبیر کو بیداری میں دیکھ لے گا صراحتہً یا تاویلاً۔

۳۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے مسلمان مراد ہیں، ان میں سے جنہوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا ان کے لیے یہ بشارت دی گئی کہ وہ عنقریب آپ کو بیداری میں بھی دیکھ لیں گے۔

۴۔ جس نے آپ کو دیکھا وہ قیامت کے دن آپ کو مزید خصوصیت کے ساتھ دیکھے

گا اگرچہ مطلقاً یہ زیارت ہر مسلمان کو حاصل ہوگی۔

۵۔ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ دنیا میں آپ کو بیداری میں حقیقتاً دیکھے گا اور آپ سے گفتگو کرے گا کیونکہ صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا پھر آپ کو بیداری میں دیکھا اور جن چیزوں کے متعلق ان کو خدشات تھے ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوالات کئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور میں ان صالحین کی عقدہ کشائی کی۔

(فتح الباری جلد۱۲،ص ۳۸۵، ماخوذ از شرح صحیح مسلم جلد۶،ص ۶۶۴)

سوال جواب:

جس نے بعد از وصال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پھر بیداری کی حالت میں زیارت سے مشرف ہوا تو کیا وہ صحابی کہلائے گا؟

نہیں، ہرگز نہیں پہلے صحابی کی تعریف پڑھ لیں۔

۱۔ صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں بیداری کے عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی حیات ظاہری میں دیکھے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہو، اسے صحابی کہتے ہیں، اس لئے جن صالحین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بیداری میں دیکھا اور آپ سے بالمشافہ گفتگو کی ان پر صحابی کی تعریف نہیں آئے گی اور نہ قیامت تک صحابیت کا سلسلہ جاری رہے گا، کیونکہ صحابیت کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے ساتھ ہے۔

۲۔ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ صحابی کی تعریف کی بحث میں لکھتے ہیں:

صحابی کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو آپ کی

حیات مبارکہ ظاہری زمانہ حیات میں دیکھا جائے۔ (ایمان کی حالت میں)

(شرح نخبۃ الفکر ص ۱۷۷، ماخوذ از شرح صحیح مسلم جلد ۶، ص ۶۶۵)

خلاصہ:

پتہ چلا کہ جس نے بعد از وصال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں پھر حالت بیداری میں دیکھا وہ صحابی نہیں بن سکتا۔

بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے متعلق

علماء اسلام کی تصریحات:

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: امام ابو محمد بن ابی حمزہ نے صحیح بخاری کی منتخب احادیث پر اپنی تعلیق میں یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند میں زیارت کی وہ عنقریب آپ کی بیداری میں بھی زیارت کرے گا۔ (الی قولہ)

سلف سے لے کر خلف تک تمام علماء جن کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی وہ سب یہ کہتے ہیں خواب میں زیارت کرنے کے بعد ان کو بیداری میں زیارت ہوئی اور جن امور میں پریشان تھے انہوں نے ان امور کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے ان کو خبر دے کر ان کی تشویش دور کی اور ان کے لیے ایسی وجوہ کی تصریح کی جن سے وہ امور بالکل کشادہ ہو جائیں، جن میں ان کو تردد تھا۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۱، ص ۵۲، ماخوذ از شرح صحیح مسلم جلد ۶، ص ۶۶۶)

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی سے سوال کیا گیا کہ کیا اب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیداری میں ملاقات اور علم کا حاصل کرنا ممکن ہے؟

حافظ ابن حجر مکی نے کہا: ہاں یہ ممکن ہے اور یہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے ہے، علماء شافعیہ میں سے امام غزالی، بارزی، تاج الدین سبکی، عفیف یافعی اور علماء مالکیہ میں سے

علامہ قرطبی، ابن ابی جمرہ، اورابوحمزہ نے اس کی تصریح کی ہے، منقول ہے کہ ایک ولی اللہ کی مجلس میں ایک فقیہ آئے پھرانہوں نے ایک حدیث بیان کی، اس ولی اللہ نے کہا: یہ حدیث باطل ہے، فقیہ نے پوچھا: آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ کہا تمہارے سر کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے فرمارہے ہیں، یہ بات میں نے نہیں کہی پھراس ولی اللہ نے فقیہ کے لئے بھی کشف کردیا اورفقیہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرلی۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۵۴، ماخوذازشرح صحیح مسلم جلد۶، ص۶۶۶)

انورشاہ کشمیری دیوبندی نے لکھاہے:

اورمیرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری میں زیارت کرناممکن ہے جس شخص کواللہ تعالیٰ یہ نعمت عطافرمائے (اس کوزیارت ہوجاتی ہے) کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیس مرتبہ زیارت کی۔

(فیض الباری جلد۱، ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ماخوذازشرح صحیح مسلم جلد۶، ص۶۶۷)

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے خودعلامہ سیوطی کے حوالے سے لکھاہے کہ میں نے پچھترمرتبہ بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور بالمشافہ ملاقات کی۔ (میزان الشریعہ الکبریٰ جلد۱، ص۴۴، لواقح الانوارالقدسیہ ص ۱۷، ماخوذازشرح صحیح مسلم ص ۶۶۷، جلد۶)

اورعلامہ سیوطی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے متعلق سوال کیااور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصحیح کے بعدان کوصحیح قراردیا(الی قولہ)

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھاہے کہ انہوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی ہے اورآٹھ رفقاء کے ساتھ آپ سے صحیح بخاری پڑھی، پھرامام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے ان میں سے ہرایک کانام بھی لیا، ان میں سے ایک حنفی بھی تھا، اخیر انورکشمیری نے بھی کہا: بیداری میں آپ کی زیارت متحقق ہے اوراس کاانکارکرناجہالت

ہے۔

(فیض الباری جلد ۱، ص ۳۰۴، مطبوعہ مطبع حجازی مصر، ماخوذ شرح صحیح مسلم جلد ۶، ص ۶۶۷)

نوٹ:

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور یہ اضغاث احلام (دن بھر کے خیالات منتشر ہو کر خواب میں دیکھے جائیں) سے نہیں اور نہ ہی شیطان کی تشبیہات سے ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے دیکھا، علامہ عینی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے جسے ابوالحسن نے مدخل کبیر میں ذکر کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنا خوشحالی، بارش، کثرتِ رحمت، مجاہدین کی مدد، دین کا غلبہ، نمازیوں کی کامیابی، کفار کی ہلاکت، مسلمانوں کا ان پر غلبہ اور دین کی صحت پر دلالت کرتا ہے، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفات محمودہ میں دیکھے اور اگر صفات مکروہہ میں دیکھے تو یہ دین میں حادثے، فتنوں کا ظہور اور بدعتوں کے عموم پر دلالت کرتا ہے۔

(تفہیم البخاری جلد ۱۰، ص ۵۲۶)

دعا:

معزز قارئین! یہ رسالہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والوں کے بارے میں ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں بھی خواب میں پیارے پیارے مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دیدار سے مشرف فرمائے۔ آمین!

میرے آقا و مولیٰ!

تیری جب کہ دید ہو گی جبھی میری عید ہو گی

میرے خواب میں تم آنا مدنی مدینے والے

جس خواب میں ہو جائے دیدار نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل
اے عشق کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیدار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد آپ رضی اللہ عنہ فراق محبوب کے صدمہ سے بے چین رہنے لگے، بلکہ تھوڑی مدت کے بعد ہی آپ بیمار پڑ گئے، آپ کے علاج کے لیے ایک طبیب کو بلایا گیا، طبیب نے بڑے غور سے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور کہا کہ یہ مریض کسی کی محبت میں بیمار ہے ان کا محبوب ان سے جدا ہے اور اسی فراق محبوب کے غم میں یہ بیمار ہوئے ہیں، ان کا علاج سوائے دیدار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کچھ نہیں ہے، جیسے بھی ممکن ہو ان کے محبوب کو انہیں دکھا دو۔

(حکایات خلفائے راشدین وسلاطین اسلام ص ۳۶)

ا۔ دیدار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

چنانچہ قدرتی طور پر اس کا انتظام یوں ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک پر دو سفید کپڑے تھے، تھوڑی دیر میں وہ دونوں کپڑے سبز رنگ کے ہو گئے اور اس قدر چمکنے لگے کہ ان پر نگاہ ٹھہر نہیں سکتی تھی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سامنے تشریف لا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے السلام علیکم فرمایا، مصافحہ کیا اور اپنا نورانی ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ پر رکھا جس کے سبب قلب اور سینہ کی ساری تکلیف دور ہو گئی۔

پھر فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیا ابھی ہم سے ملنے کا وقت نہیں آیا، حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے سن کر اس قدر روئے کہ سارے گھر والوں کو خبر ہوگئی، پھر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! دیکھئے آپ کی ملاقات کا شرف کب مجھے حاصل ہوتا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فراق میں رونا سن کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گھبراؤ نہیں اب ہماری تمہاری ملاقات کا وقت قریب ہے اس خواب کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہونے والی ہے)۔

(حکایات خلفائے راشدین وسلاطین اسلام ص ۳۷، شواہد النبوۃ ص ۲۶۲)

۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خواب میں زیارت:

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عوف مالکی رحمتہ اللہ علیہ کا اپنے والد ماجد مرحوم ومغفور کی روایت سے بیان ہے کہ یرموک کے میدان میں جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے رومیوں کا شیرازہ پراگندہ کر دیا انہیں ہزمیت دے دی (یعنی رومیوں کو شکست ہوگئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگئی) اور جو کچھ ازل میں مقدر ہو چکا تھا وہ ہو بہو پورا ہوگیا تو خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس رات جس میں رومیوں کو شکست ہوئی، یہ خواب دیکھا کہ گویا آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ اقدس میں تشریف فرما ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق اور یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور اپنے آقا و مولا حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری تمام تر توجہ مسلمانوں کی طرف لگی ہوئی ہے، میں نہیں جانتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں کیا کیا، میں نے

سنا ہے کہ رومیوں کی تعداد آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ خوش رہو تمہیں بشارت ہو کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح بخشی اور ان کے دشمنوں کو شکست دی، ان میں سے اتنے اتنے مارے گئے اس کے بعد حضور سرورکون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائی:

"تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ" (القصص:۸۳)

ترجمہ: "یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے"۔ (کنزالایمان)

صبح نماز فجر کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اپنا خواب بیان کیا، خواب سن کر تمام لوگ بے حد مسرور ہوئے کیونکہ شیطان خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں نہیں آسکتا، لہٰذا اس خواب کے سچے ہونے کا اعتماد کیا اور یرموک میں لشکر اسلام کی فتح کا یقین کیا، چند دن گزرے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ مال غنیمت اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا خط لے کر مدینہ منورہ آئے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط دیا، امیر المومنین نے خط کا مضمون لوگوں کو پڑھ کر سنایا تو خط کا مضمون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب میں ارشاد فرمانے کے عین مطابق تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور تمام حاضرین نے الحمد للہ اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند کیں۔

(فتوح الشام ص ۳۵۲، مردان عرب جلد ۲، ص ۱۸۶)

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو زیارت:

حضرت کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان دنوں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر گیا، جب آپ کا محاصرہ کیا ہوا تھا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں قتل کر دیا گیا ہوں، میں نے کہا: حضرت! اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنوں پر فتح دے گا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! نہیں میں تو اپنے آپ کو قتل ہوا دیکھ رہا ہوں، میں نے کہا آپ نے خواب دیکھا ہے یا کوئی پیغام موصول کیا ہے، آپ نے بتایا آج رات خواب میں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا تم عنقریب ہمارے پاس آنے والے ہو، ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسی دن شہید کر دیئے گئے۔

(شرف النبی، ص، ۴۵۱، ریاض النضرہ ج ۲ ص ۶۷، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۹ ص ۳۸۵)

۴۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں زیارت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی، اسی اثناء میں ایک کنیز تازہ کھجوریں لائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھجور کو پکڑا اور میرے منہ میں رکھ دیا“ پھر دوسری کھجور کو اٹھایا ہی تھا کہ میری آنکھ کھل گئی، پھر میرے دل میں بے پناہ شوق پیدا ہوا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دوں، حالانکہ کھجور کی مٹھاس میں اپنے منہ میں مسلسل محسوس کر رہا تھا۔

پھر میں مسجد نبوی کی طرف چلا اور صبح کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا کی، میں نے خواب کی تعبیر کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ دروازہ مسجد پر ایک کنیز نظر آئی، جس کے پاس کھجوریں تھیں، پس اس نے وہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیں، ان میں سے ایک کھجور آپ نے اٹھائی اور میرے منہ میں رکھ دی پھر ایک اور کھجور پکڑی اور صحابہ کرام میں تقسیم کرنا شروع کر دی۔

میری خواہش تھی کہ مجھے مزید دیں، پس حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو زیادہ دیتے تو میں ضرور زیادہ دیتا'' مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یا علی رضی اللہ عنہ ! ایماندار دین کے نور سے دیکھتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے یا امیر المومنین آپ نے سچ فرمایا میں نے بعینہٖ آج رات کھجور کو اسی طرح دیکھا ہے اور اسی طرح کھایا اور ایسی ہی لذت سے شادکام ہوا جیسے آپ نے اپنے ہاتھ سے کھجور منہ میں رکھی، ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شفقت فرمائی۔

(نزہۃ المجالس جلد۲، ص ۴۳۸ ریاض النضرۃ ص ۳۳۰ جلد نمبر۲)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو زیارت:

حضرت میمون بن مہران بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا، مخلوق خدا کو بڑی تکلیف ہوئی، لوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے فریاد لے کر آئے، کہنے لگے: آسمان سے بارش نہیں ہو رہی، زمین کی سبزیاں خشک ہو گئی ہیں، لوگ سخت پریشان ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جاؤ آج سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تمہیں قحط سے آزاد کر دے گا۔

چند لمحوں کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کچھ خادم شام سے آ پہنچے ان کے پاس گندم سے لدے ہوئے اونٹ تھے، مدینہ کے تاجر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر جمع ہوئے، دروازہ کھٹکھٹانے لگے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ باہر نکلے پوچھا کیا معاملہ ہے،

کہنے لگے: مدینہ قحط کی زد میں ہے، لوگ پریشان ہیں ہم آپ کے کارندوں کے لدے ہوئے مال کو خرید کر فروخت کرنا چاہتے ہیں۔

آپ نے تاجروں کو کہا بتاؤ مجھے کیا نفع دینا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا:

دس روپے کے مال پر بارہ روپے

آپ نے فرمایا: نہیں یہ تھوڑا ہے۔

انہوں نے کہا: چودہ روپے

آپ نے فرمایا: اور زیادہ کرو

انہوں نے کہا: دس روپے کے مال پر پندرہ روپے

آپ نے فرمایا: مزید نفع دو۔

تاجروں نے کہا: ہم تمام مدینہ کے تاجر ہیں ہم یہ نفع دے سکتے ہیں، اس سے بڑھ کر کون نفع دے گا اس لئے یہ مال ہمیں دے دیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں یہ مال اللہ کو دے دوں تو وہ دس روپے کے مال پر سو روپے دے گا، کیا تم لوگ اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ نہیں ہو سکتا۔

آپ نے فرمایا ''میں آج سارا مال اللہ کی راہ میں دے رہا ہوں تمام غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابلق رنگ کے گھوڑے پر سوار نور کی چادر پہنے ہوئے، نورانی جوتے پہنے ہوئے تھے، ہاتھ میں ایک عصا پکڑے ہوئے تھے اور بڑی تیزی سے جا رہے تھے، میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اتنی جلدی کیا ہے؟ فرمایا: ابن عباس! عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آج غریبوں میں اپنا سارا مال

لٹادیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ بات اتنی پسند فرمائی ہے کہ ساری بہشت میں خوشیاں منائی جارہی ہیں اور ہم ان خوشیوں میں شرکت کے لیے جارہے ہیں ۔

(شرف النبی ص ۴۶۳، جواہر التاریخ الاسلامی ص ۱۷۰)

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدانِ کربلا میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوخواب میں دیکھا آپ گردآلود تھے اور ایک خون سے بھری ہوئی شیشی آپ کے ہاتھ میں تھی، میں نے کہا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں، یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں اس خون کو اٹھا تا رہا ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حساب کیا تو اسی دن قاتلان حسین نے میدان کربلا میں آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲، شرف النبی ص ۴۵۲، الصواعق المحرقہ ص ۵۰۲، نورالابصار ج ۲ ص ۲۵)

۷۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو زیارت:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے تھے اور وہیں رہنے لگے ایک رات خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے، آپ نے فرمایا: اے بلال! یہ کیسی جفاکاری ہے کیا وہ وقت ابھی قریب نہیں ہوا کہ تم میری زیارت کرو، انہوں نے رات کاٹی مگر انتہائی حزن وملال اور خوف واندیشہ کی حالت میں صبح ہوتے ہی سواری پر سوار ہوکر مدینہ طیبہ کی راہ لی، جب قبرانور پر پہنچے تو رونے لگے اور اپنا چہرہ اس خاک پاک پر ملنے لگے، حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے توان کو اپنے سینے سے لگانے لگے اور بوسے دینے لگے ان حضرات نے فرمائش کی کہ ہم

تمہاری وہ اذان سننا چاہتے ہیں جو تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں مسجد نبوی کے اندر دیا کرتے تھے۔

حضرت بلال حسب الارشاد اس مقام پر کھڑے ہوئے جہاں پہلے اذان کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے، جونہی اللہ اکبر کہا تو گویا مدینہ طیبہ میں ہلچل مچ گئی جب ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ'' کہا تو اس کیفیت میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا جب ''اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہُ'' کہا تو کنواری پردہ دار عورتیں بھی اپنے گھروں سے باہر آگئیں اور کہنے لگیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزار اقدس سے باہر آگئے ہیں تو ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد اس دن سے بڑھ کر کسی دن میں اہل مدینہ کے مردوں اور عورتوں کو اس قدر روتے نہیں دیکھا۔ (جذب القلوب ص ۲۲۷، شواہد الحق ص ۱۵۳، اسد الغابہ جلد ا ص ۳۰۸، شرف النبی ص ۴۷۹)

۸۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنا اور فتح دمشق کی بشارت پانا:

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس رات حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے مصالحت کی تھی اس روز آپ رضی اللہ عنہ نے نماز فرض ادا کرنے کے بعد یہ خواب دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ انشاء اللہ اسی رات کو یہ شہر فتح ہوجائے گا، آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو اس وقت بہت جلدی میں دیکھ رہا ہوں، اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شریک ہونا ہے، یہ دیکھ کر ادھر آپ بیدار ہوئے تھے اور ادھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آکر صلح کی بشارت سنادی اور چونکہ آپ نے یہ خواب دیکھ لیا تھا، اس لیے ان سے باعتماد ارشاد مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کی شہادت

نہیں لی تھی۔ (فتوح الشام اردو، ص ۱۳۰)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کا خواب:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں رونق افروز تھے کہ دفعۃً آپ مسلمانوں کو آواز دیتے ہوئے اپنے خیمے سے باہر آئے، آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے، النفیر النفیر! چلو اے مسلمانوں چلو بہادران اسلام گھر گئے، مسلمان لبیک کہتے ہوئے ہر چار طرف سے آپ کی طرف دوڑے اور دریافت کرنے لگے کہ حضرت کیا ہوا؟ آپ نے کہا میں ابھی ابھی سو رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جھڑک کر جگایا اور سختی کے لہجہ میں فرمانے لگے۔

"یاابن جراح اتنام عن نصرة القوم الكرام فقم والحق بخالد فقد احاط به اللثام فانک تلحق به انشاء الله تعالىٰ بمشية رب العالمين"

"اے ابن جراح! کیا بزرگ قوم کی نصرت سے پڑے سو رہے ہو اٹھو اور خالد سے جاملو کیونکہ مردود قوم نے انہیں گھیر لیا ہے، ان شاء اللہ بمشیت ایزدی تم ان سے جاملو گے"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان یہ سنتے ہی (بے تابانہ) اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے، زرہیں پہن کر اسلحہ لگا کر بے زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف جلدی جلدی دوڑنے لگے، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کے آگے آگے چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کی نگا ایک سواری پر پڑی جو گھوڑا اسرپٹ دوڑائے تمام لشکر سے آگے اڑا جا رہا تھا، حضرت ابوعبید بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر چند سواروں کو حکم دیا کہ گھوڑے بڑھا کر اس سوار سے جاملیں مگر یہ سوار ہوا سے باتیں کرتا چلا جا رہا تھا اس لئے کوئی سوار اس تک نہ پہنچ سکا جب تمام گھوڑے اس کا پیچھا دباتے دباتے ہانپنے لگے اور دم چھوڑ گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جرا

رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لشکر کی رہبری کے لئے بھیجا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہمارے گھوڑے اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آخر اس سوار کو آواز دی اور فرمایا کہ اے دوڑنے والے ! سوار اور اے بہادر جری شخص ارحم الراحمین تجھ پر رحم فرمائیں ذرا آہستہ آہستہ چل اور سبک روئی کو کام میں لا، یہ سن کر وہ سوار کھڑا ہو گیا، آپ جس وقت اس کے پاس پہنچے تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ سوار حضرت ام تمیم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں، آپ نے انہیں پہچان کران سے فرمایا تمہیں کیا ہوا تم کیوں ہمارے آگے آگے دوڑی جارہی ہو؟ انہوں نے کہا: اے امیر! میں نے جس وقت آپ کی آواز سنی کہ خالد رضی اللہ عنہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس گئے تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ان کے پاس تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے معنبر موجود ہیں وہ کبھی بھی دشمنوں سے کسی طرح مغلوب ہونے والے نہیں ہیں اچانک میری نگاہ جو اس خیال سے پھر کے آپ کے کلاہ مبارک پر جس میں وہ موئے مبارک موجود ہیں پڑی تو میں فوراً سمجھ گئی کہ آپ آج اسے یہیں بھول گئے ہیں، میں اسے لے کر جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں میں اسے جلدی جلدی آپ کے پاس پہنچانا چاہتی ہوں، آپ نے فرمایا: ام تمیم! تمہارا یہ کام محض خوشنودی باری تعالیٰ کے لئے ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں اس کی جزائے خیر عنایت فرمائے گا۔

حضرت ام تمیم رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ میں قبیلہ مزحج کی عورتوں کی جماعت کے ساتھ چلی جارہی تھی، ہمارے گھوڑے پرندوں کی طرح ہوا میں اُڑ رہے تھے، حتیٰ کہ ہم ایک لڑائی کے میدان میں جہاں غبار اڑ رہا تھا پہنچے، یہاں نیزوں کی نوکیں اور تلواروں کی دھاریں چاروں طرف ستاروں کی طرح چمک رہی تھی، مگر مسلمانوں کی کوئی آواز کان میں نہیں آتی تھی ، ہم نے اسے برا سمجھا اور کہا کہ دشمن مسلمانوں پر غالب آچکے ہیں، اسی طرح حضرت

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امیر لشکر نے تکبیر کے نعروں کے ساتھ حملہ کر دیا انہی کے ساتھ تمام مسلمان بھی حملہ آور ہو گئے۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے کہ ہم نے اچانک تکبیر اور تہلیل کی آوازیں سنیں اور سمجھ لیا کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے ہمارے لئے امداد بھیج دی ہے، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ مسلمانوں نے چاروں طرف سے مشرکوں کو گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا، تلواریں بڑھ بڑھ کر کافروں کے سر توڑنے لگیں، آوازیں بلند ہوئیں اور ایک شور بپا ہو گیا۔

حضرت مصعب بن محارب یشکری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صلیب پرستوں کو دیکھا کہ انہوں نے (دم دبا دبا کے) بھاگنا شروع کر دیا تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زین پر نہایت ثابت قدمی کے ساتھ چاروں طرف نظریں دوڑا رہے تھے تا کہ معلوم کر سکیں کہ یہ آوازیں کس کی ہیں اور کہاں سے آ رہی ہیں؟ آپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ ایک سوار گرد و غبار سے نکل کر رومیوں کو چیرتا پھاڑتا ہماری طرف آتا دکھلائی دیا، حتیٰ کہ ان تمام رومیوں کو جو ہمارے گرد تھے مار مار کر ہمارے پاس میدان صاف کر دیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوراً اس کی طرف بڑھے اور دریافت کیا اے بہادر اور شیر دل سوار تو کون ہے؟ اس نے کہا: ابا سلیمان! میں ہوں آپ کی زوجہ (بیوی) ام تمیم میں جناب کا وہ کلاہ مبارک لے کر حاضر ہوئی ہوں جس سے آپ جناب باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف توسل ڈھونڈتے اور جس کی وجہ سے درگاہ رب العزت سے مدد و نصرت طلب کیا کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول کرتا اور اجابت تک پہنچاتا، اب آپ اسے لیجئے، خدا کی قسم! اسی شدنی امر کے لئے آپ اسے بھول آئے تھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں، یہ کہہ کر انہوں نے اسے پیش کیا۔

حضرت ام تمیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جس وقت میں نے آپ کو وہ کلاہ شریف دے

دیا تو حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک سے ایک کوندتی ہوئی بجلی کی طرح نور چمکنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا ہی تھا کہ آپ نے ایک حملہ کے اندر دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور اگلی صفوں کو مار مار کر پچھلی صفوں میں جاملایا، مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ ایک نہایت جان توڑ حملہ کیا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ رومیوں نے پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کر دیا، کشتوں کے پشتے لگ گئے، زخمیوں اور قیدیوں کی قطاریں بندھ گئیں، اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے ان پر ہر طرف سے ہلاکت چھا گئی، سب سے پہلے بھاگنے والوں میں جبلہ بن ایہم تھا اور اس کے پیچھے پیچھے نصرانی عرب۔

کہتے ہیں کہ جب علمبردار ان توحید صلیب پرستوں کے تعاقب سے واپس آئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نیز آپ کے تمام ساتھیوں نے تمام مسلمانوں اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور خدائے توانا و برتر کا شکر ادا کر کے کھڑے ہو گئے، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو آپ کا تمام بدن گلاب کا ایک پھول بنا ہوا تھا، آپ نے ان سے مصافحہ پر مبارک باد دی اور فرمایا: اے ابوسلیمان! تم نے سوزش دل کو بجھا لیا اور اپنے مولیٰ کریم کو راضی کر لیا، پھر مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا: میری رائے ہے کہ ہم اسی وقت قنسرین اور عواصم کی طرف چلیں اور لوگوں کو قتل کر کے مال غنیمت حاصل کر لیں، مسلمانوں نے کہا: یا امین الامت! آپ کی رائے بہت زیادہ صایب اور انسب ہے۔

(فتوح الشام اردو، ص ۱۸۷ تا ۱۹۷ مردان عرب جلد ا، ص ۴۷۵)

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو زیارت:

بیہقی اور ابن عساکر نے ابوہشام کے حوالہ سے بیان کیا کہ ایک رتبہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت تنگدست تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو ہر سال ایک لاکھ درہم سالانہ بطور وظیفہ پیش کیا کرتے تھے وہ ایک بار نہ آیا تو آپ کو بہت تنگی پیش آئی، آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاددھانی کیلئے اپنی حالت پرمبنی ایک رقعہ لکھنا چاہا، قلم دوات منگوائی، لیکن کچھ سوچ کر آپ رُک گئے اور خط نہ لکھا۔

اسی روز آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: اے بیٹا کیا حال ہے؟ آپ نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھا ہوں لیکن تنگ دست ہوں، (تنگدستی کی شکایت کی) یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسی غرض سے قلم دوات منگوائی تھی کہ تم ایک مخلوق سے اس سلسلہ میں کچھ کہو۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارادہ تو یہی تھا، اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم یہ دعا پڑھا کرو: اللھم اقذف فی قلبی رجاء ک وقطع رجائی عمن سواک حتی لا ارجوا احدا غیر ک اللھم وماضعفت عنہ قوتی وماقصر عنہ عملی ولم تنتہ الیہ رغبتی ولم تبلغہ مسألتی ولم یجر علی لسانی مما اعطیت احد من الاولین والاخرین من الیقین فغصنی بہ یارب العالمین.

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میرے دل میں تو اپنی آرزو پیدا فرمادے، اور دوسروں سے میری تمنائیں اس طرح ختم فرمادے کہ میں تیرے سوا کسی سے کوئی امید ہی نہ رکھوں، اے اللہ تعالیٰ! میری قوتوں کو کمزور نہ بنا، میرے نیک اعمال کو کوتاہ نہ فرما، مجھے اپنی رحمت سے دور نہ فرما، تو مجھے اپنے فضل وکرم سے توکل وتوفیق کی ایسی قوت عطا فرما کہ میں کسی مخلوق کے پاس

اپنی حاجت لے کر نہ جاؤں، تو ہی میرے مسائل کو حل فرما اور مجھے وہ سب کچھ دے دے جواب تک پچھلے یا آنے والا شخص کو نہیں دیا، اے رب العالمین! مجھے یقین کی دولت سے مالا مال فرمادے۔(آمین)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قسم! میں نے یہ دعا ایک ہفتہ بھی نہ پڑھی ہو گی کہ امیر شام (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھے پانچ لاکھ درہم بھیج دیئے جس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ جو اپنے یاد کرنے والوں کو کبھی فراموش نہیں فرماتا اور مانگنے والوں کو کبھی محروم و ناامید نہیں رکھتا، اسی شب میں نے خواب میں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، جو مجھ سے میرا حال دریافت فرما رہے تھے کہ کیسے ہو؟

میں نے عرض کیا: الحمدللہ عزوجل

اور پھر تمام واقعہ سنا دیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! اللہ تبارک وتعالیٰ سے امیدیں وابستہ رکھنے اور مخلوق سے التجا نہ کرنے کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۰۰، خاندان مصطفیٰ ص ۶۰۰)

امام حسین رضی اللہ عنہ کو زیارت:

محرم کی ۹ تاریخ کو آپ اپنے خیمے کے سامنے تشریف فرما تھے کہ اسی حالت میں آپ کو اونگھ آ گئی پھر اچانک ایک آواز کے ساتھ آپ بیدار ہو گئے، آپ کی ہمشیرہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ آواز سنی تو دوڑ کر آپ کے پاس آئیں اور وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، آپ نے فرمایا ہے کہ اب تم ہمارے پاس آنے والے ہو، یہ سن کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رو پڑیں۔

(اہل بیت علیہم الرضوان ص ۴۳۱، دینی دستر خوان ج ۲ ص ۲۱۱)

آنکھوں میں سلائی پھیر دی:

سبط ابن جوزی نے امام واقدی سے روایت کی ہے کہ ایک بوڑھا جو لشکر یزید میں تھا مگر اس نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا وہ اندھا ہو گیا اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ غضب ناک حالت میں آستین چڑھائے ہوئے شمشیر بکف کھڑے ہیں اور آپ کے آگے فرش چرمی بچھا ہوا ہے، جس پر امام حسین رضی اللہ عنہ کے دس قاتل ذبح پڑے ہوئے تھے، پھر آپ نے مجھے لعنت وملامت کی، پھر آپ نے خونِ حسین سے آلودہ ایک سلائی میری آنکھوں میں پھیر دی اسی وقت سے میں اندھا ہو گیا۔

(نور الابصار ج ۲ ص ۲۶، الصواعق المحرقہ ص ۵۰۶، شام کربلا ص ۲۶۳)

۱۰۔ حاکم یوقنا کو خواب میں عربی زبان سکھا دی:

حلب کا والی جس کا نام یوقنا تھا جو کہ عیسائی تھا ایک دن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور آکر عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ کہنے لگا: اے امیر! اللہ غالب وبزرگ وبرتر نے آپ کے دشمنوں کے مقابلے میں آپ کی مدد اور تائید جو فرمائی ہے اور ہر جگہ فتح ونصرت کے ساتھ آپ کا ساتھ جو دیا ہے اس کی وجہ محض یہ ہے کہ آپ کا دین، دین قیم اور صراط، صراط مستقیم اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشک وشبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی، انجیل مقدس میں ان کا ذکر آیا کہ وہ خاتم الانبیاء حق وباطل میں تفریق کرنے والے، کریم اور یتیم ہوں گے ان کے والدین کی وفات ہو جائے گی اور ان کی کفالت ان کے دادا جان اور چچا جان کریں گے، اے امیر! کیا ایسا ہی ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے یوقنا! میں تمہارے معاملہ میں بہت حیران ہوں کل تو تم ہمارے ساتھ لڑ رہے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ہمارے لشکر کو ہزیمت دے دو، ہمارے رسد روک لیتے تھے، راستہ بند کر دیتے تھے کہ ہم تک سامان خورد ونوش نہ پہنچ سکے اور آج یہ کہہ رہے ہو، نیز میں نے تمہارے متعلق یہ سنا تھا کہ تم عربی قطعاً نہیں جانتے مگر اب نہایت فصاحت سے بول رہے ہو، یہ اتنے میں کہاں سے سیکھ لی؟

یوقنا کا اپنا خواب بیان کرنا:

یوقنا نے کہا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اے امیر کیا اس پر آپ کو تعجب ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا: سردار! جناب کو واضح ہو کہ میں کل رات آپ کے متعلق غور وفکر کر رہا تھا کہ یہ ہمارے قلعہ تک کس طرح پہنچ گئے اور انہوں نے اسے کیونکر فتح کر لیا، حالانکہ ہمارے نزدیک ان سے زیادہ اور کوئی گروہ ضعیف اور کمزور نہیں تھا اور اب یہ ہمارے اوپر اس طرح غالب آگئے، یہی خیال کرتا کرتا اور دل میں یہی سوچتا سوچتا سو گیا، خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو چاند سے زیادہ روشن، عمدہ اور خالص مشک کی بو سے زیادہ خوشبودار تھا اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی، میں نے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ کہا گیا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اب گویا میں سوال کر رہا ہوں کہ اگر یہ سچے اور برحق نبی ہیں تو اپنے رب سے میرے لئے یہ دعا کریں کہ وہ مجھے عربی زبان سکھا دے۔ انہوں نے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا یوقنا! میں وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں جس کی بشارت مسیح علیہ السلام دے گئے ہیں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اگر تو چاہے تو کہہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اسے بوسہ دیا اور آپ کے دست مبارک پر اسلام لے آیا۔ آپ نے میرے واسطے عربی زبان کی دعا فرمائی اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس رات میرا منہ بہت تیز خوشبو والے مشک کی

طرح معطر تھا اور میں عربی زبان میں گفتگو کر رہا تھا۔ میں اُٹھ کے اپنے بھائی یوحنا کے مکان میں آیا اس کا کتب خانہ کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ بعض کتب میں ان کے متعلق حالات پڑھے، ان کی صفات جو ان میں لکھی ہیں معلوم کیں اور جو ہونے والے واقعات ہیں ان کو دیکھا تو تمام صفات کو صحیح پایا۔ (فتوح الشام اردو ص ۴۳۲)

۱۱۔ حاکم بصرہ روماس رحمہ اللہ اور اس کی بیوی کا قصہ:

جب بصرہ کو فتح کر لیا گیا تو صبح کے وقت تمام اہل بصرہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: کاش! اگر ہم آپ کے ساتھ صلح کر لیتے تو اس حالت اور نوبت کو نہ پہنچتے۔ آپ نے فرمایا: جو کچھ قسام ازل نے تقسیم کر دیا وہ بغیر ملے نہیں رہ سکتا اور جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا وہ بغیر ہوئے نہیں ٹل سکتا۔ اہل بصرہ نے پوچھا کہ آپ نے کس کی رہبری اور کون سے شخص کی مخبری سے ہمارے شہر کو فتح کیا؟ آپ نے روماس کا نام بتانے میں تھوڑی سی تاخیر کی مگر روماس نے فوراً کھڑے ہو کر کہا: اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو! جس شخص نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی حاصل کرنے اور تم سے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے یہ کام کیا ہے وہ میں ہوں۔ انہوں نے روماس سے کہا کیا تو ہمارے مذہب میں نہیں رہا؟

روماس نے کہا: الٰہی! میں سلیب اور اس کی پرستش کرنے والوں کا منکر ہوں۔ مجھے ان میں شامل نہ کرنا میں نے برضا ورغبت خود اللہ تبارک وتعالیٰ کو رب مان لیا' دین اسلام کو قبول کر لیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور رسول تسلیم کر لیا' کعبہ شریف کو قبلہ' قرآن کریم کو امام اور مسلمانوں کو اپنا بھائی مان لیا۔

قوم یہ سن کر آگ بگولہ ہوگئی' اپنے شر کے شراروں سے روماس کو جھٹلانا چاہا۔ روماس اس کو تاڑ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے: میرا ارادہ ہے کہ میں اس جگہ قیام نہ کروں بلکہ جہاں آپ تشریف لے جائیں وہاں چلوں' جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ

آپ کے ہاتھ سے فتح کر دیں اور آپ کا تمام شام پر تسلط قائم ہو جائے تو وطن چونکہ ایک مالوف چیز ہے اور ہر شخص مادر وطن کی آغوش میں رہنا فطرتاً پسند کرتا ہے اس لیے پھر لوٹ آؤں گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے چند آدمیوں کو روماس کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ گھر سے مال اور اسباب لانے میں ان کی مدد کریں۔

حضرت روماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کا قصہ:

جس وقت اس مکان میں پہنچے تو دیکھا روماس کی بیوی اس کے ساتھ لڑ جھگڑ کر اس سے طلاق کی خواہاں ہے۔ انہوں نے اس کی طرف مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارا انصاف اور یہ فیصلہ تمہارے سردار لشکر کے پاس ہوگا۔ مسلمان اس کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ اس عورت نے فریاد کرنا شروع کر دی۔ ایک رومی شخص نے جو عربی زبان جانتا تھا کہا کہ یہ اپنے خاوند روماس پر دعویٰ کرنا چاہتی ہے آپ نے ترجمان کے ذریعہ دعویٰ اور نالش کا سبب رویافت فرمایا اسنے بیان کیا کہ میں آج رات سو رہی تھی۔ میں نے خواب میں ایک نہایت خوبصورت شخص جس کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا' دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا یہ شہر نیز تمام شہران عربوں کے ہاتھ فتح ہو جائیں گے میں نے عرض کیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اس کے بعد مجھے دعوت اسلام دی اور میں مسلمان ہو گئی آپ نے مجھے قرآن شریف کی دو سورتیں یاد کرائیں۔

یہ قصہ سن کر سب کو تعجب ہوا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے کہا کہ یہ وہ دونوں سورتیں سنائے۔ اس نے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر سنا دیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تجدید اسلام کیا اور اپنے شوہر سے مطالبہ کیا کہ مسلمان ہو

جائے یا مجھے طلاق دے دے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اس قول پر ہنسے اور پھر فرمایا: وہ ذات پاک ہے جس نے ان دونوں میں موافقت بخشی پھر آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ اس سے کہو کہ اس کا خاوند اس سے پہلے مشرف با اسلام ہو چکا ہے یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی۔ (فتوح الشام اردو ص ۵۵)

ایک دیہاتی شخص کا قبر اطہر کے پاس آکر فریاد کرنا:

محمد بن حرب الہلالی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس حاضر تھا، اسی دوران ایک دیہاتی آیا، اور اس نے قبر مبارک کی زیارت کی، پھر کہنے لگا: اے رسولوں کے سردار! بلاشبہ اللہ عزوجل نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی ہے اور اس میں فرمایا:

"ولوانهم اذظلموا انفسهم جآء ک فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما" (سورۃ النساء:۶۴)

ترجمہ: "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

اور یقیناً میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اپنے رب کریم سے میرے گناہوں کیلئے استغفار کریں اور میں آپ کی شفاعت حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں اس کے بعد وہ دیہاتی رونے لگا اور پھر ان اشعار میں اپنا حال عرض کرنے لگا:

يَاخَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِىَ الْفِدَآءُ لِقَبْرِ اَنْتَ سَاكِنُهٗ

فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ

عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

ترجمہ:اے وہ بہترین ہستی جن کے مبارک استخوان اس (بابرکت) زمین میں مدفون ہیں، پس ان (کے جسم انور) کی عمدہ خوشبو سے اس زمین کے ٹکڑے اور ٹیلے بھی معطر اور پاکیزہ ہیں۔

میری جان اس روضہ اقدس پر قربان ہو جس میں حضور والا آرام فرما ہیں اور آپ اپنی اس قبر اطہر میں بھی (اپنی ظاہری حیات طیبہ کی طرح) پارسائی اور جود و کرم کا سرچشمہ اور منبع و مرکز ہیں۔

آپ ہی وہ اعلیٰ نبی ہیں کہ پل صراط پر جب قدم پھسلیں گے تو اس وقت آپ ہی کی شفاعت مبارکہ کی امید رکھی جائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں:

پھر اس نے استغفار کیا اور واپس چلا گیا اسی دوران میری آنکھ لگ گئی اور میں نے خواب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

"الحق بالرجل فبشره بان الله عزوجل قدغفر له بشفاعتی"

اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے یہ بشارت سنادو کہ بے شک اللہ عزوجل نے میری شفاعت کے صدقے اس کی بخشش فرمادی ہے۔

(الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ ص۲۹۶، تفسیر ابن کثیر ج۱ص۲۷ے، مصباح الظلام للمراکشی ص۲۱، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ص۸۶، تفسیر قرطبی ج۳ص۲۶۹، تفسیر المدارک ج۱ص۳۷۰، الروض الفائق ص۵۹۰، شعب الایمان ج۳ص۳۹۳، جذب

القلوب ص ۲۲۲، القول البدیع ص ۳۴۲، شواہد الحق ص ۴۸۲)

خدارا کیجئے مشکل کشائی یارسول اللہ
ازل سے میں تمہارا ہوں فدائی یارسول اللہ
گناہوں میں دبا ہوں میں، بچانا اپنی رحمت سے
دُہائی یارسول اللہ! دُہائی یارسول اللہ
درِ اقدس کو چھوڑے یہ کہاں سجاد سے ممکن
کلی دل کی یہیں پر مسکرائی یارسول اللہ

ہر رات کو زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سعید ذراء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس دن رات کو میں اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھتا ہوں اور پھر رونے لگے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۹ ص ۱۲۱)

حضرت طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

ولید بن عبدالملک کا دورِ حکومت تھا، افریقہ کے مشہور سپہ سالار اور فاتح موسیٰ بن نصیر کو کاؤنٹ جولین نے اپنی داستان غم لکھ بھیجی اور اندلس (اسپین، ہسپانیہ) پر حملہ کی ترغیب دی۔ موسیٰ بن نصیر نے حالات معلوم کرنے کیلئے ایک غلام ”طریف“ کو اندلس بھیجا۔

طریف کی رپورٹ پر اپنے دوسرے غلام طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج دے کر اندلس کی فتح پر مامور کیا۔ جولائی ۷۱۱ء بمطابق شعبان المعظم ۹۲ ہجری کی ایک سہانی صبح تھی کہ تاریخ اسپین کا ورق اُلٹا اور ایک نیا باب شروع ہوا۔ طارق بن زیاد چار جنگی جہازوں میں سات ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ بذریعہ سمندر راور فوج اتارنے کے بعد طارق بن زیاد نے حکم دیا جہازوں کو جلادو۔ لوگوں نے پوچھا کہ ان کو جلانے کی کیا وجہ ہے تو طارق بن زیاد

نے تلوار ہاتھ میں لے کر جواب دیا کہ جو بزدل جہازوں کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہو تو وہ اب ناامید ہو جائے ہمارا معبود صرف ایک اللہ ہے جو حی و قیوم ہے ہم اس کے پیغام کو لے کر آئے ہیں اور اب ہمیں اس ملک میں جینا اور مرنا ہے۔ دوران سفر طارق بن زیاد جہاز پر بیٹھے عجائبات عالم پر غور کر رہے تھے اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر آسمان کی طرف نظریں جمائے خدا تعالیٰ سے امداد کے طالب تھے۔ اسی حالت میں آنکھ لگ گئی اور طارق بن زیاد نے خواب میں دیکھا کہ اکرم الخلق، محسن عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام تلواریں لٹکائے اور کندھوں پر کمانیں چڑھائے ہیں اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طارق بن زیاد سے فرما رہے ہیں: طارق اسی شان سے قدم بڑھاتے چلو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طارق بن زیاد کو مسلمانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی ہدایت فرمائی۔

اس کے بعد طارق بن زیاد نے دیکھا کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جھرمٹ میں اندلس میں داخل ہو گئے اور طارق بن زیاد اس مقدس جماعت کے پیچھے پیچھے ہیں اس بشارت کی خوشی سے طارق بن زیاد کی آنکھ کھل گئی۔ دل قوی ہو گیا اور فتح نصیب ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اپنے رفقاء کو مژدہ سنایا جس سے سب کو تقویت حاصل ہوئی اور آخر کار اس مہم میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی، بارہ ہزار فوج نے راڈرک کی ایک لاکھ فوج میں سے ہزار ہا نصرانیوں کو تہہ تیغ کر دیا۔ نصرانی فوج بھاگ کھڑی ہوئی راڈرک مارا گیا۔ میدان جنگ لاشوں سے پٹ گیا۔ طارق بن زیاد نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ شہداء کو دفن کیا اور خواب کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ (تاریخ اسلام ج ۳ ص ۸، سیرت النبی بعد از وصال النبی ص ۱۲۷ حصہ اول)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ فلاں شہر میں ایک ولی اللہ موجود ہے، میں اس کی زیارت کیلئے روانہ ہوا اس کی مسجد میں پہنچا تو اتفاق سے وہ بھی گھر سے مسجد میں آیا۔

آتے ہی اس نے مسجد میں تھوکا، میں وہیں سے بغیر سلام وکلام سے واپس ہو گیا، میں نے کہا کہ ولی کیلئے ہے کہ وہ شریعت کی پابندی کرے۔تا کہ حق تعالیٰ اس کی ولایت کی حفاظت کرتا رہے اگر یہ شخص ولی اللہ ہوتا تو مسجد میں نہ تھوکتا، مسجد کی عزت وحرمت کا خیال کرتا یا اللہ تعالیٰ اسے اس بات سے محفوظ رکھتا۔

اسی رات میں نے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے فرمایا: بایزید! تم نے جو کام کیا ہے اس کی برکتیں تمہیں پہنچ گئیں اس سے اگلے دن ہی میں اس درجے کو پہنچ گیا جس پر تم سب لوگ مجھے دیکھ رہے ہو!۔ (کشف المحجوب مترجم ص ۳۵۰)

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کرتے وقت ہاتھ صرف دو مرتبہ دھوئے جب نماز ادا کر چکے تو اسی رات غم خوار امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے کہ تمہارے وضو کی کمی رہ جائے۔خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس ہیبت سے جاگ اُٹھے پھر تازہ وضو کر کے نماز ادا کی اور کفارہ کیلئے سال بھر پانچ سو رکعت بطور وظیفہ کے روزانہ ادا کی۔

(دلیل العارفین ص ۸، ہشت بہشت ص ۶۴)

حضرت سہیل بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

حضرت سہیل بن مزاحم جو اپنے وقت کے عابدوں میں تھے اور عبداللہ بن مبارک

رحمۃ اللہ علیہ جومَرو کے رہنے والے تھے ان کے دوستوں میں سے تھے۔ یہ بیان کیا کہ میں نے ایک روز خواب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا خیروبرکت والا زمانہ تو گزر گیا اگر ہمارے دل میں دینی کاموں میں شک وشبہ واقع ہو تو کس شخص سے تحقیق کریں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم کو جو مشکل پیش آئے اس کو مالک بن انس (امام مالک رضی اللہ عنہ) سے دریافت کرو۔ (بستان المحدثین ص ۲۳)

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے والد کو زیارت:

جس شب حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا پیدا ہوئیں۔ والدین کی غربت کی وجہ سے گھر میں چراغ کیلئے روغن تک نہ تھا۔ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ فلاں ہمسایہ کے پاس جاکر تھوڑا سا روغن لے آؤ تاکہ چراغ جلاسکیں۔ آپ کے والد نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ کسی شخص سے کچھ طلب نہ کروں گا۔ گھر سے باہر آئے اور ہمسایہ کے دروازہ پر ہاتھ رکھ کر واپس آگئے اور اہلیہ سے کہا کہ وہ دروازہ نہیں کھولتا اور اسی غم میں سو گئے۔ خواب میں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: غم نہ کرو، تیری بیٹی سیدہ ہے۔ میری امت کے ۷۰ ہزار افراد اس کی شفاعت میں ہوں گے اور حکم دیا کہ عیسیٰ زروان کے پاس جاؤ جو امیر بصرہ ہے اور کاغذ پر لکھ لو اور اس تک پہنچادو کہ تو ہر رات مجھ پر سو بار درود بھیجتا تھا اور شب جمعہ چار سو بار پچھلی جمعرات جو گزر گئی تو نے درود پاک نہیں پڑھا۔ اب اس کے عوض چار سو دینار بطور کفارہ اس آدمی کو دے دے۔ آپ جب بیدار ہوئے تو روتے ہوئے اُٹھے اور یہ سب کچھ ایک کاغذ پر لکھ کر دربان کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا۔ امیر نے جب وہ خط پڑھا تو اس کو خوشی کی انتہا نہ رہی اور اس نے دربان سے پوچھا کہ خط لانے والا شخص کدھر ہے، دربان نے کہا: وہ محل کے باہر کھڑا ہے یہ سنتے ہی حاکم بصرہ دیوانہ

وار دروازے کی طرف بھاگا اور آپ کے والد شیخ اسماعیل کو اپنے سینے سے لگالیا اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، دل رقت سے بھر گیا اور کہا اللہ عزوجل آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ کی وجہ سے حضور نے مجھے یاد فرمایا ہے اور اس کے بعد خوشی کے ساتھ چار سو دینار شیخ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیئے اور دس ہزار دینار اس خوشی کے ساتھ آپ کے حوالے کئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا ہے اور کہا کہ ان کو غرباء میں تقسیم کر دیجئے گا، اگلے روز اس نے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے گھر حاضری دی اور بڑی عقیدت اور مسرت کا اظہار کیا۔ (افضل الفوائد ص ۱۷۰، ہشت بہشت ص ۶۱۰، خواتین اولیاء کا انسائیکلوپیڈیا ص ۹۰)

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ سال تک سکبا (ایک قسم کی آش (کھچڑی) جو گیہوں، سرکہ مصری، گوشت اور کشمش سے تیار کی جاتی ہے۔) آرزو رہی۔ لیکن ہر بار نفس کو وعدوں پر ہی ٹالتے رہے۔ ایک مرتبہ جب عید کے دن نماز پڑھ کر گھر آئے اور ایک شخص چند روٹیاں اور سکبا لایا۔

خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ اے نفس! تو آج خوش ہوگا کہ آج سکبا کھاؤں گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے جلال کی قسم! تجھے نہیں دوں گا۔ یہ کہہ کر ان عزیزوں کو جو حاضر خدمت تھے کھلا دیا اور خود نہ کھایا۔ اسی رات میں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے اے ذوالنون! سکبا کو میری خاطر کھالے۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ جا کر ذوالنون مصری کو کہہ دو کہ نفس کی مراد بھی پوری کردے کیونکہ میری رضا بھی اسی میں ہے جب خواجہ صاحب بیدار ہوئے تو رو کر فرمایا کہ میں کیا کروں؟ اگر میرے آقا و مولیٰ سفارش نہ فرماتے تو ساری عمر ہی سکبا نہ کھاتا لیکن کیا کروں اب مجبور ہوں، اتنے

میں ایک اور شخص کچھ روٹیاں اور سکبا لایا آپ نے تھوڑا سا کھالیا۔

(افضل الفوائد ص ۹۹، ہشت بہشت ص ۵۳۹)

حضرت ابن بنان اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

ابن بنان اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! محمد بن ادریس الشافعی آپ کا چچازاد ہے آپ نے اس کو کسی شئے سے مخصوص فرمایا یا کوئی فائدہ پہنچایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اس سے حساب نہ لیا جائے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس لئے؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ مجھ پر ایسا درود پڑھتا تھا جیسا کسی نے مجھ پر نہ پڑھا، میں نے عرض کیا وہ کون سا درود ہے۔ فرمایا وہ یوں پڑھتا تھا:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَاذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَاغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الغَافِلُوْنَ"

ترجمہ: الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج جب غافل ان کے ذکر سے غافل رہیں۔

(سعادت الدارین ج ۱ ص ۳۵۲)

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس مشہور حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء انبیاء کی وارث ہیں) کی صحت پر پورا یقین نہ تھا۔ اسے قیامت کے آنے کے بارے میں بھی شبہ تھا، اس کے علاوہ اسے اس میں بھی شبہ تھا کہ وہ خود ناصر الدین سبکتگین کا بیٹا ہے؟

ایک رات سلطان محمود غزنوی اپنی قیام گاہ سے نکل کر پیدل ہی کسی طرف چل رہے

تھے، آپ کا غلام سونے کی شمع دان لے کر آپ کے آگے آگے چل رہا تھا۔ راستے میں آپ کو ایک ایسا طالب علم ملا جو اپنے مدرسہ میں بیٹھ کر سبق یاد کرتا تھا اس کے پاس جلانے کے لئے تیل نہ تھا، اس لئے وہ پڑھتے پڑھتے جب کچھ بھول جاتا تو ایک دوکاندار کے چراغ کے پاس آکر اپنی کتاب کو پڑھ لیتا۔ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کو اس نادار طالب علم کی حالت پر بڑا رحم آیا اور آپ نے وہ شمع دان جو آپ کے غلام نے اٹھائی ہوئی تھی، اس طالب علم کو دے دی۔ جس رات کا یہ واقعہ ہے اسی رات کو خواب میں سلطان محمود غزنویؒ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے سلطان محمود سے فرمایا: ''اے ناصرالدین سبکتگین کے بیٹے خدا تعالیٰ تجھ کو ویسی ہی عزت دے جیسی تو نے میرے ایک وارث کی کی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے سلطان محمود کے دل میں متذکرہ بالا تینوں شکوک دور ہو گئے۔ (تاریخ فرشتہ ج ا ص ۸۸)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور میرے ہاتھ میں پنکھا ہے اور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے مکھیاں ہانک رہا ہوں۔ کسی معبر (تعبیر بتانے والے) سے تعبیر پوچھی تو اس نے تعبیر بتائی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ دفع کریں گے۔ اس خواب نے مجھے اس پر ابھارا کہ ایک جامع صحیح لکھوں۔ (چنانچہ آپ نے صحیح بخاری لکھی)

(نزہتہ القاری شرح صحیح بخاری ج ا ص ۱۲۹، مرقاۃ المفاتیح ج ا ص ۱۳، تذکرۃ المحد ثین ص ۱۹۵)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ شام میں مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر سو رہا تھا، خواب میں دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بزرگ کو بچوں کی طرح شفقت سے اپنی بغل میں لئے باب بنی شیبہ سے اندر تشریف لا رہے ہیں۔ میں دوڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے، حیران تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اور یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور باطن سے میرے دل کی کیفیت پر مطلع ہو گئے اور یہ فرمایا تیرا اور تیرے ملک والوں کا امام (ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) ہے۔ (کشف المحجوب ص ۱۸۹)

حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں زیارت:

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ شبلی آ گئے۔ حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے ان سے معانقہ کیا، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ: میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شبلی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا (تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ اس دیوانے کے ساتھ اتنی شفقت فرما رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد یہ آیت شریفہ لقد جآء کم رسول من انفسکم. آخر سورۃ تک

پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز کے بعد یہ آیت شریفہ لقدجآء کم رسول من انفسکم. پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین مرتبہ صلی اللہ علیک یامحمد. پڑھتا ہے۔ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا۔

(القول البدیع ص ۳۶۲، سعادۃ الدارین ج ۱ ص ۳۴۲)

مولوی محمد زکریا دیوبندی نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

(فضائل درود شریف ص ۱۱۲)

خواب میں سیاہ چہرے پر ہاتھ پھیرا تو سفید ہو گیا:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانہ کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ اُن کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا۔ میں دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ تیزی سے قدم بڑھائے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ سے کپڑا ہٹایا اور ان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ

سفید ہو گیا۔ وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔ (روض الفائق ص ۴۶۸، القول البدیع ص ۱۴۷، سعادۃ الدارین ج ۱ ص ۳۸۰، تفسیر روح البیان پ ۲۲ ص ۱۸۲)

اس واقعہ کو مولوی محمد زکریا دیو بندی نے بھی ذکر کیا ہے۔

(فضائل درود شریف ص ۱۲۰)

خواب میں روٹی عطا فرمادی:

ابو الخیر الاقطع سے مروی ہے فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا میں بھوکا تھا۔ پانچ دن سے میں نے کوئی چیز نہ کھائی تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس آیا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کیا اور میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آج رات آپ کا مہمان ہوں، یہ عرض کرنے کے بعد میں وہاں سے ہٹ کر ممبر کے پیچھے سو گیا، میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں جانب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے ہیں، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے درمیان میں نے بوسہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے روٹی عطا فرمائی۔ نصف میں نے کھالی اور میں بیدار ہو گیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ نصف میرے ہاتھ میں ہے۔

(القول البدیع ص ۳۳۸، روض الریاحین ص ۱۲۹ وفا نا لوفاص ص ۱۳۰ ج ۲، الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینہ ص ۲۹۸، الروض الفائق ص ۵۹۱، عیون الحکایات ج ۲ ص ۱۹۸، ندائے یارسول اللہ ص ۱۳۴، وفاء الوفا ج ۴ ص ۵۳۰، مصباح الظلام ص ۱۰۱، جذب القلوب ص ۲۳۶)

مولوی محمد زکریا نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(فضائل صدقات ص ۹۳۹)

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا دشمن:

حضرت ابی یعقوب بن سلیمان الہاشمی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک مجلس میں مختلف لوگ بیٹھے تھے۔ وہاں حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا طلحہ اور حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کی باتیں ہونے لگیں۔ ایک شخص نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سست الفاظ کہے۔ اس نے رات خواب میں دیکھا کہ وہ ایک وسیع صحراء میں جا رہا ہے۔ وہاں بے شمار لوگ ہیں مگران کے جسم انسانوں کے جسموں کی طرح نظر آتے تھے اور پاؤں کٹے ہوئے۔ اس نے ان لوگوں کے درمیان ایک ایسا شخص دیکھا جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے مگر اس سے بدصورت انسان کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟

لوگوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ اس نے کہا کہ درمیان والا شخص کون ہے؟

بتایا کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ تھوڑا سا آگے بڑھا تو ایک دروازہ نظر آیا۔ اس کے اندر گیا تو ایک آدمی کو بیٹھے دیکھا۔ اس کے اردگرد بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ وہ آگے بڑھا لوگوں نے بتایا کہ وہ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اس نے آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لینا چاہا مگر آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور فرمایا تم جو کچھ کہتے رہتے ہو پھر کہو، عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اب نہیں کہوں گا اور توبہ کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا: زبیر (رضی اللہ عنہ) اس نے توبہ کر لی ہے۔ اب یہ آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔ تم بھی اسے معاف کر دو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے معاف کیا۔ وہ اٹھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی راحت ایک عرصہ محسوس کرتا رہا۔

(شرف النبی ص ۴۶۰)

امام طبرانی کا روضہ اقدس پر حاضر ہونا اور ایک علوی کو زیارت:

ابوبکر المقری کہتے ہیں کہ میں اور امام طبرانی اور ابوالشیخ مدینہ طیبہ میں حاضر تھے، کھانے کو کچھ ملا نہیں، روزہ پر روزہ رکھا جب رات ہوئی، عشاء کے قریب میں قبر اطہر پر حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بھوک۔ یہ عرض کر کے میں لوٹ آیا مجھ سے ابوالقاسم (امام طبرانی) کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا تو کچھ کھانے کو آئے گا یا موت آئے گی۔

ابن المکندر کہتے ہیں (ابوبکر بن المقری) کہ اور ابوالشیخ تو کھڑے ہو گئے لیکن امام طبرانی وہیں بیٹھے کچھ سوچتے رہے کہ دفعۃً ایک علوی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہم نے کواڑ کھولے تو ان کے ساتھ (غلام تھے) اور ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک بہت بڑی زنبیل تھی جس

میں بہت کچھ تھا ہم تینوں نے کھایا وہ سب کچھ وہیں چھوڑ گئے اور وہ علوی کہنے لگے کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ میں تمہارے پاس کچھ پہنچاؤں۔

(فضائل وصدقات مع فضائل حج ص ۹۴۵ مولوی زکریا دیوبندی، وفاء الوفا ص ۵۲۹ ج ۴، مصباح الظلام ص ۱۰۱، ندائے یارسول اللہ ص ۱۳۳، جذب القلوب ص ۲۳۶، مدینۃ الرسول ص ۳۴۲، القول البدیع ص ۳۳۹، شواہد الحق ص ۵۱۶)

امام شرف الدین بوصیری کو زیارت:

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنی کتاب نشر الطیب میں لکھتے ہیں:

امام ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن بے کار ہو گیا۔ انہوں نے باالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیر دیا یہ فوراً شفایاب ہو گئے اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اس نے درخواست کی کہ مجھ کو وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا ہے، انہوں نے پوچھا کون سا قصیدہ؟ اس نیک شخص نے کہا کہ جس کے اول میں یہ ہے۔ امن تذکر جیران بذی سلم ان کو تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا کہ واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے سو انہوں نے یہ قصیدہ اس درویش کو دے دیا اور اس قصہ کی شہرت ہو گئی اور شدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاؤالدین وزیر ملک ظاہر کو پہنچی اس نے ان کو نقل کر دیا اور وہ اور اس کے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور انہوں نے بڑے بڑے آثار اس کے دنیاوی اور دینی امور میں دیکھے اور سعد الدین

خارقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا، آشوب چشم میں مبتلا ہوا کہ قریب تھا آنکھیں جاتی رہیں کسی نے خواب میں کہا کہ وزیر کے پاس جا کر اس سے قصیدہ بردہ لے کر آنکھوں پر رکھو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اس کو پڑھا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی۔

(نشر الطیب ص ۲۸۲، جمال الوردہ فی شرح قصیدہ بردہ ص ۱۰، شرح قصیدہ بردہ از خرپوطی ص ۳۲، حسن الجردہ فی شرح القصیدہ البردہ ص ۱۰)

حضرت سلطان نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ بظاہر ایک مجاہد اور جنگجو حکمران تھے مگر در پردہ وہ ایک نہایت عابد اور زاہد انسان تھے عام مسلمانوں کی طرح وہ پانچوں وقت باجماعت نماز ادا کرتے، رمضان المبارک کے پورے روزے رکھتے لیکن سلطان عادل کا ایک پوشیدہ عمل یہ بھی تھا کہ وہ ہر رات سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑے پُرسوز لہجے میں درود وسلام بھیجتے۔ یہاں تک کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور پھر وہ اسی حالت میں سو جاتے۔ ہر اہل ایماں کی طرح سلطان نور الدین زنگی کی بھی ایک ہی خواہش تھی کہ کسی دن خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بھی اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں۔

سلطان عادل کا یہ عمل برسوں سے جاری تھا مگر ابھی تک ان کی یہ آرزو پوری نہیں ہوئی تھی۔ پھر ۵۵۷ھ کی ایک رات جب وہ سوئے تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی تشنہ آرزو سیراب ہو گئی۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی شام کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے:

"نور الدین! یہ دونوں آدمی مجھے ستا رہے ہیں، جلدی اُٹھو اور ان کے شر کا خاتمہ کرو۔"

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بعد سلطان نور الدین محمود زنگی

رحمۃ اللہ علیہ کو دو اور چہرے نظر آئے۔ان دونوں کی بڑی بڑی داڑھیاں تھیں اور رنگ بہت زیادہ گورا تھا پھر وہ دونوں چہرے بھی غائب ہو گئے۔

سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کھل گئی اور وہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھے۔بہت ہی عجیب خواب تھا۔ایک طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان عادل کو اپنی زیارت سے بھی شرف یاب کیا تھا اور شکایتاً یہ بھی فرمایا تھا کہ دو آدمی آپ کو ستا رہے ہیں۔سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ اس خواب کی تعبیر سمجھنے سے قاصر رہے پھر ان پر وحشت سی طاری ہو گئی اور وہ رو رو کر رات بھر توبہ و استغفار کرتے رہے۔یہاں تک کہ فجر کی اذان ہو گئی پھر سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز ادا کی۔کچھ دیر تک حسب معمول قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔اس کے بعد دربار آراستہ کیا۔یہ وہ زمانہ تھا جب سلطان عادل دمشق میں مقیم تھے۔

امرائے دربار نے بڑی حیرت سے سلطان عادل کی طرف دیکھا۔وہ خلاف توقع بجھے بجھے نظر آرہے تھے۔حاضرین دربار نے سلطان کی اس کیفیت کو طبیعت کی ناسازی پر محمول کیا۔پھر تھوڑی دیر کے بعد سلطان عادل کے سامنے ایک اہم مقدمہ پیش کیا گیا۔والیٔ شام کچھ دیر تک فریقین کے بیانات سنتے رہے لیکن امراء نے محسوس کر لیا کہ سلطان عادل ذہنی طور پر دربار میں موجود نہیں ہیں۔اور وہ مقدمے کی سماعت کے دوران کہیں کھو سے جاتے ہیں پھر یکایک سلطان عادل خود ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور امرائے دربار سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے:

''اس وقت ہمارا ذہن حاضر نہیں ہے۔یہ مقدمہ پھر کسی دن پیش کیا جائے۔''

یہ کہہ کر سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ دربار سے نکل آئے۔

سلطان کے مصاحب خاص اسد الدین شیرکوہ اور معتمد خاص یوسف (صلاح الدین ایوبی) تیزی سے آگے بڑھے اور والیٔ شام کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔سلطان نور الدین زنگی

رحمۃ اللہ علیہ دربار سے نکل کر دمشق کے محل میں چلے گئے۔

سپہ سالار اسد الدین شیر کوہ نے بصد احترام عرض کیا: ”سلطان عادل کی طبیعت کچھ ناساز معلوم ہوتی ہے؟“

ہاں کچھ ایسا ہی ہے۔ سلطان عادل نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا: ان کے چہرے کی افسردگی میں اضافہ ہو گیا تھا۔

اگر اجازت ہو تو طبیب خاص کو طلب کیا جائے۔ اسد الدین شیر کوہ نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس معاملے میں طبیب کچھ نہیں کر سکتا۔“ سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے پرسوز لہجے میں کہا۔

”تم ایسا کرو کہ فوری طور پر دمشق کے تمام غریبوں میں کپڑے، اناج اور نقدی تقسیم کر دو۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ کوئی غریب ان صدقات سے محروم نہ رہے۔“

پھر جب اسد الدین شیر کوہ اور یوسف (صلاح الدین ایوبی) خلوت سلطانی سے جانے لگے تو نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو روک کر مزید ہدایت دیتے ہوئے کہا: ”جب تم ضرورتمندوں میں صدقات تقسیم کرنے لگو تو ان سے یہ درخواست بھی کرنا کہ وہ سلطان کیلئے دعا کریں۔“

اسد الدین شیر کوہ اور یوسف (صلاح الدین ایوبی) نے سلطان کے اس حکم کو بڑی حیرت سے سنا اور خلوت گاہ سے نکل کر چلے گئے پھر جب وہ دونوں دمشق کے غریبوں میں صدقات تقسیم کر رہے تھے تو ایک ہی خیال ان کے ذہنوں میں گردش کر رہا تھا کہ سلطان کی گذشتہ بیماری دوبارہ ابھر آئی ہے جسے سلطان عادل اپنی بے پناہ ہمت کے سبب امرائے سلطنت سے چھپا رہے ہیں۔

دوسری رات سلطان نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز عشاء کی ادائیگی

معمول سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام بھیجا۔اس دوران سلطان عادل کی آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں جاری تھا پھراسی گریہ وزاری کی حالت میں یہ دعا کرتے ہوئے سو گئے۔

"اے اللہ! میں یہ کیسا خواب دیکھ رہا ہوں، اپنے اس گنہگار بندے پر اس کی تعبیر منکشف فرمادے۔"

پھر جیسے ہی سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ لگی، خواب میں وہی منظر دوبارہ اُبھر آیا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم والیٔ شام کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے: "نورالدین! یہ لوگ مجھے ستا رہے ہیں۔جلدی اُٹھو اور ان کے فتنہ وشر کا خاتمہ کرو۔" اتنا فرما کر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔

اس کے بعد خواب میں دوسرا منظر اُبھرا۔وہی دو چہرے، لمبی لمبی سفید عبائیں، سفید داڑھیاں، وہی دلکش خدوخال جن سے انتہائی معصومیت جھلک رہی تھی پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں چہرے بھی غائب ہو گئے۔

گھبرا کر سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کھل گئی۔پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے مقدس کلمات کی بازگشت پھر سنائی دی۔ "نورالدین یہ لوگ مجھے بہت ستا رہے ہیں۔"

سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔سلطان عادل گھبرا کر سجدے میں چلے گئے پھر اس وقت تک گریہ وزاری توبہ واستغفار کرتے رہے جب تک کہ فجر کی اذان نہ ہو گئی۔

دوسرے دن سلطان عادل نے پہلے دن سے بھی زیادہ غریبوں میں صدقات تقسیم کرا دیئے۔ والیٔ شام کو اس خواب نے اس قدر رنجیدہ خاطر کر دیا تھا کہ نہ کمرے سے باہر نکلے

اور نہ دربار آراستہ کیا۔ سلطان عادل کی گوشہ نشینی سے امراء میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا۔ تمام عہدہ داران سلطنت نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے صورتحال جاننا چاہتے تھے مگر سلطان عادل نے ملنے سے انکار کر دیا۔ سارا دن کمرے میں بند رہے یہاں تک کہ کھانا بھی برائے نام کھایا، تمام وقت عبادت کے ساتھ یہ دعا کرتے رہے۔

''اے اللہ! اپنے عاجز و ناتواں بندے کو ہدایت دے اور میری مشکل کشائی فرما۔''

پھر تیسری رات بھی سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے وہی خواب دیکھا، ہدایت مل چکی تھی۔ خواب ٹوٹا تو سلطان عادل کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ والیٔ شام بستر سے اُترے اور مدینہ منورہ کی طرف رُخ کر کے دست بستہ کھڑے ہو گئے پھر نہایت رقت آمیز لہجے میں عرض کرنے لگے:

''اس غلام کے ہوتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ کوئی ملعون و بدبخت میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچائے۔''

دوسرے دن سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اسدالدین شیرکوہ اور یوسف (صلاح الدین ایوبی) کو اپنی خلوت گاہ میں طلب کیا۔ پر راز دارانہ طور پر اسدالدین شیرکوہ کو دمشق کا منتظم اعلیٰ مقرر کیا اور بیس معتمد امراء کو اپنے ساتھ لے کر دمشق سے نکل پڑے۔ ان امراء میں یوسف (صلاح الدین ایوبی) بھی شامل تھا۔ فوج کا ایک حفاظتی دستہ چند میل آگے تھا اور دوسرا چند میل پیچھے۔ درمیان میں سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ اپنے امراء کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ آگے جانے والے فوجی دستے کو صرف اتنا معلوم تھا کہ اس کی منزل مدینہ منورہ ہے۔ باقی فوج اور امراء اس راز سے بے خبر تھے کہ سلطان عادل کے ارادے کیا ہیں؟ سب ایک دوسرے سے آنکھوں ہی آنکھوں میں سوال کر رہے تھے مگر کسی کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا اور کسی میں اتنی جرأت بھی نہیں تھی کہ سلطان عادل

امراء اور سپاہیوں کیلئے بس ایک حکم جاری ہوا تھا کہ راستے میں کم سے کم آرام کریں اور اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز رکھیں۔

دمشق سے مدینہ منورہ پہنچنے میں تقریباً ۲۵ دن لگتے ہیں مگر سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے لشکر نے یہ طویل فاصلہ اپنی تیز رفتار کے سبب ۱۵ دن میں طے کیا اور سولہویں دن نماز فجر کے بعد سلطان عادل اور ان کی پوری فوج گھوڑوں سے اُتر کر مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوئی ۔ یہ اس ارض مقدس کا احترام تھا۔ مشہور فقیہ و محدث حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس خیال سے زندگی بھر مدینہ منورہ میں ننگے پاؤں پھرا کرتے تھے کہ کہیں ان کے جوتے اس مقام پر نہ پڑ جائیں جہاں سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے ہوں۔

سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی اچانک آمد کی خبر سن کر گورنر سلطان عادل کے استقبال کو پہنچے تو ان کی زبان پر ایک ہی سوال تھا:

"آپ پہلے تو کبھی اس طرح مدینہ منورہ حاضر نہیں ہوئے، آخر اس کی کیا وجہ؟"

سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے سرگوشی میں کچھ کہا جسے سن کر گورنر مدینہ حیرت زدہ ہو گئے پھر سلطان عادل کے ہمراہ آئے ہوئے فوجی دستے اور مدینہ منورہ کے سپاہیوں نے مل کے پورے شہر کی ناکہ بندی کر دی، کسی کو گورنر کے حکم کے بغیر مدینے سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی۔

پھر سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے گورنر مدینہ کی وساطت سے ایک طویل و عریض میدان کو عارضی طور پر قناتوں سے بند کرا دیا۔ تمام امراء اور گورنر مدینہ سلطان عادل کے اس پراسرار طرز عمل پر حیران تھے۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہونے کے بعد سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے گورنر مدینہ سے کہا:

لوگ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے اور اس کے ساتھ یہ تنبیہ بھی کرا دیجئے کہ جو شخص اس دعوت میں شریک نہیں ہوگا، وہ سزا کا مستحق قرار پائے گا۔"

تھوڑی دیر بعد گورنر مدینہ کے ہرکارے گلی گلی کوچے کوچے یہ اعلان کرنے لگے۔ بڑا عجیب اعلان تھا، تمام اہل مدینہ حیرت زدہ ہو گئے مگر اس حیرت کے ساتھ انہیں مسرت بھی تھی کہ وہ سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نیک سیرت حکمران کی دعوت میں شریک ہوں گے۔

پھر دوسرے دن جب طویل وعریض میدان مقامی باشندوں سے بھر گیا تو انتہائی پرتکلف اور لذیز کھانوں سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ اس دوران سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ اپنے امراء، گورنر اور دوسرے افسران مدینہ کے ساتھ دروازے پر کھڑے ہو گئے جو شخص کھانے سے فارغ ہو جاتا وہ اسی دروازے سے باہر آتا۔ سلطان عادل اس شخص کو بہت غور سے دیکھتے پھر جانے کی اجازت دے دیتے۔

دروازے پر موجود تمام امراء اور مدینہ منورہ کے تمام چھوٹے بڑے سرکاری افسر حیران تھے کہ آخر سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو کس کی تلاش ہے؟ پھر جب آخری مہمان بھی کھانا کھا کر چلا گیا تو سلطان عادل نے بڑی مایوسی سے اپنے سر کو جنبش دی: "ان میں سے تو کوئی بھی نہیں۔" سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے لہجے سے انتہائی اداسی جھلک رہی تھی اور وہ پہلے سے بہت زیادہ پریشان نظر آرہے تھے۔

سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل کی بات بتانے کی بجائے گورنر مدینہ سے سوال کیا: "آپ سمجھتے ہیں کہ میری دعوت میں اس ارض مقدس کے تمام رہنے والے شریک ہوئے تھے؟"

"میرا تو یہی خیال ہے۔" گورنر مدینہ نے جواب دیا۔ "اس قدر سخت احکام جاری کئے گئے تھے کہ کوئی شخص شریک محفل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔"

گورنر مدینہ کا جواب سن کر سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ پریشان نظر آرہے تھے۔ دیگر افراد بھی ایک عجیب سی فکر میں مبتلا تھے کہ اچانک مدینہ منورہ کے ایک انتظامی افسر نے سلطان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''صرف دو افراد اس دعوت میں شریک نہیں ہوئے تھے۔''

سلطان نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے گھبرا کر اس شخص سے پوچھا: ''وہ دونوں کون ہیں؟''

''سلطان محترم! وہ دونوں نہایت عابد وزاہد انسان ہیں۔'' مدینہ منورہ کے انتظامی افسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''وہ دونوں تارک الدنیا لوگ ہیں۔ دن رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں کسی دعوت میں شریک ہونا تو بڑی بات ہے وہ لوگوں سے ملنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ اگر انہیں کچھ وقت ملتا تو ''جنت البقیع'' میں لوگوں کو پانی پلاتے ہیں۔''

ان دونوں افراد کا ذکر سن کر سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر اطمینان وآسودگی کا رنگ اُبھر آیا۔ پھر سلطان عادل نے گورنر مدینہ سے کہا کہ ان دونوں کو سر دربار پیش کیا جائے۔

پھر جب وہ دونوں عابد وزاہد انسان سر دربار لائے گئے تو سلطان نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظر میں انہیں پہچان لیا۔ یہ وہی دونوں تھے جن کے چہرے سلطان عادل کو تین بار خواب میں دکھائے گئے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ہی کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ لوگ مجھے ستا رہے ہیں۔

ان دونوں کو دیکھ کر سلطان نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ جوش اضطراب میں اپنی نشست پر کھڑے ہو گئے پھر بڑی مشکل سے سلطان عادل نے اپنے جذبات پر قابو پایا اور بظاہر ان نورانی چہرہ رکھنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''تم لوگ کون ہو اور مدینہ منورہ میں کیا کرتے ہو۔''

وہ دونوں سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ سے ناآشنا تھے اس لئے بے نیازی کے لہجے میں کہنے لگے: ”ہم قربت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چاہتے ہیں۔اس کے سوا ہمیں دنیا کی کسی شے سے غرض نہیں۔“

سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کا انداز گفتگو دیکھ کر چونک اُٹھے پھر سلطان عادل نے سخت لہجے میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: تم اپنے بیان کی وضاحت کرو کہ آخر کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت تلاش کرتے ہو؟

ان دونوں نے اسی بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا: ہم نے روضہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب کرائے کا مکان لے لیا ہے۔اسی میں دن رات عبادت کرتے رہتے ہیں یا پھر گنبد رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کرتے ہیں تاکہ قلب ونظر کو سکون حاصل ہو۔“

”سچ سچ بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو؟“ یکایک سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا لہجہ غضب ناک ہو گیا تھا۔

”کیا مسلمان کے علاوہ کوئی اور بھی روضہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قربت کا طلبگار ہو سکتا ہے؟“ ان میں سے ایک نے بلند آواز میں کہا، جیسے وہ سلطان عادل پر اپنے زہد وتقویٰ کا رعب ڈال رہا ہو۔

”تمہاری ظاہری شکلیں تو اہل ایمان کی سی ہیں مگر تم مجھے اندر سے مسلمان نظر نہیں آتے۔“

سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سے بدستور غصہ جھلک رہا تھا۔

”ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دوسرے مسلمان کے ایمان پر شک کرے۔“ دوسرے شخص نے انتہائی ناگوار لہجے میں کہا۔ ”دلوں اور نیتوں کا حال تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔“

''بے شک!'' سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے پُر جلال لہجے میں کہا مگر میں نے ایسا کوئی مسلمان نہیں دیکھا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے اور ان کے اسم مقدس کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' نہ کہے۔ اتنی طویل گفتگو میں تم نے ایک بار بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام نہیں بھیجا۔ پھر تم کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کے طلبگار ہو سکتے ہو، حق تعالیٰ میری بدگمانی کو معاف کرے مگر مجھے تمہارے اہل ایمان ہونے پر شک ہے۔''

یہ کہہ کر سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ مسند سے اُٹھے اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا: ''جب تک میں واپس نہ آجاؤں ان دونوں کو اپنی تحویل میں رکھو اور سخت نگرانی کرو۔''

پھر سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ اپنے امراء، گورنر مدینہ اور دیگر مقامی افسروں کے ساتھ اس مکان پر پہنچے جہاں وہ دونوں عابد وزاہد انسان دن رات عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا، جس میں موجود مختصر سا سامان مکینوں کی زاہدانہ زندگی کی گواہی دے رہا تھا۔ بظاہر وہاں کوئی قابل اعتراض شے نظر نہیں آرہی تھی۔ سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کی طرف سے مطمئن نہیں تھے۔ سلطان عادل نے کمر سے اپنی تلوار کھولی اور تلوار سے مکان کے فرش کو زور سے ٹھوکنا شروع کیا۔ پھر ایک جگہ انہیں چٹائی کے نیچے فرش ہلتا ہوا محسوس ہوا۔ سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ بہت تیزی سے جھکے اور چٹائی کو اُلٹ دیا۔ پھر سب کی آنکھوں کے سامنے ایک عجیب منظر تھا۔ چٹائی کے نیچے پتھر کی ایک چوڑی سل رکھی تھی۔ سلطان عادل نے اپنے امراء کو پتھر کی سل ہٹانے کا حکم دیا جب وہ سل ہٹائی گئی تو ہر شخص حیرت زدہ رہ گیا۔ وہاں پتھر کے برابر ایک خلاء موجود تھا جو کسی سرنگ کی نشاندہی کر رہا تھا۔

سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ پر چند لمحوں کیلئے سکتہ طاری ہو گیا۔ پھر سلطان

میں داخل ہوئے۔ یہاں تک کہ کچھ دور جانے کے بعد وہ سرنگ ختم ہوگئی۔ پھر جو منظر سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تھا۔ اسے دیکھ کر سلطان عادل کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس نظر آرہے تھے۔ سلطان عادل نے مضطرب ہوکر اپنے دونوں ہونٹ پائے اقدس پر رکھ دیئے۔ وہ قدم جنہیں چومنے کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بے چین رہتے تھے آج وہ عظیم سعادت سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں آئی تھی۔

''اے اللہ! میں گنہگار اس قابل نہیں تھا۔'' سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس سے آنکھیں مل رہے تھے اور زاروقطار رو رہے تھے۔

پھر سلطان عادل کا چہرہ آنسوؤں سے دُھل گیا تو انہوں نے آخری بار سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس قدموں کو بوسہ دیا اور الٹے پاؤں واپس لوٹے۔ پھر جب سرنگ سے باہر آئے تو سارے امراء اور گورنر مدینہ اپنی اپنی جگہ ساکت وجامد کھڑے تھے پھر جب ان لوگوں نے سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی سرخ آنکھیں اور آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ دیکھا تو پریشان نظر آنے لگے۔

پھر گورنر مدینہ کے استفسار پر سلطان عادل نے بس اتنا ہی بتایا کہ وہ دونوں شیطان سرنگ کھود کر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس قدموں تک پہنچ گئے تھے۔

یہ سن کر تمام لوگوں کا خون کھول اُٹھا مگر سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ضبط وتحمل کی تلقین کی اور دوبارہ مجرموں کو اپنے روبرو طلب کرلیا۔

اب ان کیلئے کوئی راہ فرار نہیں تھی۔ مجبوراً انہیں اعتراف کرنا پڑا۔

''اے سلطان! ہم یہودی ہیں اور اپنی قوم کی طرف سے تمہارے رسول (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کا جسم اطہر چرانے پر مامور ہوئے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس سے بڑھ کر کارثواب کوئی اور نہیں ہے لیکن افسوس تم نے ہمیں اس وقت گرفتار کرلیا جب ہمارا بہت تھوڑا کام باقی رہ گیا تھا اگر ہمیں دوتین دن کی مہلت اور مل جاتی تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے ہوتے۔''

ان دونوں کی ناپاک گفتگو سن کر سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ شدت غضب سے بے قابو ہو گئے اور چیختے ہوئے ان سفید شیطانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

''تم اپنے ناپاک مقصد میں کس طرح کامیاب ہو سکتے تھے جبکہ تمہاری نقل وحرکت کی نگرانی وہ آنکھ کر رہی تھی۔ جسے کبھی اونگھ بھی نہیں آتی۔''

یہ کہہ کر سلطان عادل مسند سے اُترے، اپنی شمشیر بے نیام کی اور دونوں کے سر قلم کر دیئے۔

پھر جب ان شیطانوں کی لاشیں ٹھنڈی ہو گئیں تو سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا حکم جاری کیا۔ ان دونوں کے سر نیزوں پر بلند کر کے ارض مقدس کی گلی کوچوں میں پھراؤ اور تشہیر کرو کہ اہل مدینہ لوگوں کے چہروں اور لباسوں سے دھوکا نہ کھائیں۔

پھر جب دیار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہنے والے ان مردودوں پر لعنت بھیج چکے تو سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے آگ جلانے کا حکم دیا۔ یہ آگ ایک وسیع میدان میں جلائی گئی جہاں ہزاروں اہل ایمان یہ عبرتناک منظر دیکھنے کیلئے جمع ہوئے تھے پھر جب آگ کے شعلے بلند ہونے لگے تو سلطان نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں یہودیوں کی لاشیں اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر آگ میں ڈال دیں پھر جب وہ راکھ ہو گئے تو سلطان عادل نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''یہ آگ تو بجھ گئی مگر وہ آگ کبھی سرد نہیں ہوگی، جس کا مزہ تم قیامت میں چکھو گے۔''

اس کے بعد سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے مدینہ منورہ کا طواف کیا۔

سلطان عادل ارض مقدس کے ہر گلی کوچے سے گزرے۔ آنکھیں اشک برسا رہی تھیں اور زبان سے بس ایک ہی کلمہ جاری تھا: میرے آقا صلی اللہ علیک وسلم: میں اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ آپ نے اس خدمت کیلئے غلام کو منتخب فرمایا۔

"طواف مدینہ منورہ کے بعد سلطان نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے ارض مقدس کے باشندوں میں عطیات تقسیم کئے پھر سلطان عادل نے اپنی نگرانی میں روضہ اطہر کے چاروں طرف اتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی نکل آیا پھر اس خندق کو سیسے سے بھر دیا گیا۔ یہ سیسے کی دیوار آج بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے گرد موجود ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک موجود رہے گی۔

آج بھی اہل مدینہ سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہایت محبت واحترام سے لیتے ہیں اور ان کا شمار ایسے برگزیدہ انسانوں میں کرتے ہیں جن پر خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اعتماد کا اظہار کیا اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی تصدیق فرمائی۔

(وفاء الوفا، مترجم ج۱ص ۵۸۸، جذب القلوب ص ۱۲۴، ماخوذ فاتح اعظم صلاح الدین ایوبی ص ۱۳۴، مدینۃ الرسول ص ۳۶۴، عشق رسول کے ایمان افروز واقعات ص ۳۷)

سید زادوں کی خدمت کرنے والے کو زیارت:

حضرت ابو سعید واعظ (مؤلف کتاب شرف النبی) بیان کرتے ہیں: مکہ مکرمہ کے ایک زاہد نے مجھے ایک واقعہ سنایا ہے کہ میں کوفہ میں تھا وہاں ایک شخص ابو الحسن علی بن ابراہیم بن عثمان الرقی رہتا تھا۔ بہت امیر وکبیر آدمی تھا، ایک دن اس کے پاس سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک سید زادہ آیا اور کہا مجھے سو سیر آٹے کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا: اس کی قیمت ادا کرو۔ اس نے کہا:

میرے پاس تو کوئی روپیہ نہیں ہے، میں اپنے نانا جان کو لکھ دیتا ہوں وہ تمہیں بھیج دیں گے۔اس نے آٹا دے دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حساب میں لکھ لیا۔اسی طرح کئی سیدزادے اس کے پاس آتے کہ ہمارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام حساب لکھ لو اور ہمیں آٹا دے دو۔وہ سب کو آٹا دیتا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لکھتا جاتا۔ایک دن ایسا ہوا کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ رہا اور غریب ہو گیا۔ایک دن سید عمر بن یحیٰ العلوی کے پاس گیا وہ حساب جس پر سیدزادوں کے نام لکھے تھے۔وہ ورقہ سید عمر بن یحیٰ العلوی کو دکھایا اور اپنی غربت کا واقعہ سنایا۔

رات آئی، خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابا الحسن مجھے پہچانتے ہو؟

کہا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آپ نے فرمایا: تم میرے حساب کی شکایت دوسروں سے کیوں کرتے ہو۔

کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں غریب ہو گیا ہوں اور پریشان ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ: ''اگر تم نے میرے ساتھ یہ معاملہ دنیاداری کیلئے کیا ہے تو میں دنیا میں ادا کر دیتا ہوں اگر آخرت کیلئے کیا ہے تو چند روز صبر کرو میں تمہاری نیکی ضائع نہیں ہونے دوں گا۔

وہ شخص بڑا رویا، نیند سے بیدار ہوا، روتا روتا پہاڑوں میں چلا گیا۔لوگوں نے اسے ایک غار میں مرا ہوا پایا۔اسے اٹھایا اور دفن کیا۔کوفہ کے سات مشائخ نے اسی رات اسے خواب میں دیکھا ریشمی لباس پہنے ہوئے، بہشتی قبا زیب تن کئے بہشت میں ٹہل رہا ہے۔

پوچھا:

تم ابوالحسن ہو؟

کہا: ہاں

پوچھا: یہ رتبہ کیسے ملا؟

کہنے لگا: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاملہ کرتا ہے وہ اسی مقام کو پہنچتا ہے۔ جہاں میں پہنچا ہوں۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے صبر کا پورا پورا صلہ دیا ہے۔ (شرف النبی ص ۴۶۵)

مالدار تاجر کے بیٹوں کا قصہ:

بلخ کے شہر میں ایک مالدار شخص رہتا تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے جب اس کی وفات ہوئی تو دونوں بیٹوں نے نصف نصف مال تقسیم کیا۔ میراث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے ہر ایک نے ایک ایک بال لے لیا اور ایک بال باقی رہ گیا۔ بڑے نے مشورہ دیا کہ اسے دو ٹکڑے کر کے بانٹ لیں۔ چھوٹے نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال کو کاٹا نہیں جائے گا تو بڑے نے چھوٹے سے کہا: آپ یہ تینوں بال اپنی میراث کے بدلے میں لے لیں۔ چھوٹے نے کہا: ٹھیک ہے۔ بڑے نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے نے تینوں بال لے لئے اور اپنی جیب میں ڈال دیئے۔ وہ ان کو باہر نکالتا، ان کی زیارت کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا پھر جیب میں ڈال لیتا۔ کچھ دنوں کے بعد بڑے کا مال تباہ ہو گیا مگر چھوٹے بھائی کے مال میں برکت ہوئی اور آرام وسکون کی زندگی بسر کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد چھوٹا بھائی فوت ہو گیا۔ ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا: لوگوں سے کہہ دو جسے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت ہو وہ اس شخص کی قبر کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ لوگ ارادۃً اس کی قبر کی زیارت کیلئے آتے تھے۔ حتیٰ کہ جوان کی قبر کے پاس

سوار ہو کر آتا تو وہ سواری سے اتر پڑتا اور (تعظیماً) پیدل چل کر قبر کے قریب سے گزرتا۔

(سعادۃ الدارین ج۱ص ۳۳۶، القول البدیع مترجم ص ۲۲۷)

اس بات کو مولوی محمد زکریا دیوبندی نے بھی بیان کیا ہے۔

(فضائل درود شریف ص ۱۱۳)

ایک حاجت مند کو زیارت:

ابن مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا وہ قاری تھا۔ کہنے لگا مجھے علی بن عیسیٰ کے پاس جانا ہے میں نے پوچھا اس سے کیا کام ہے؟

کہنے لگا: اس سے مجھے ایک نہایت ہی ضروری کام ہے جو صرف وہی کر سکتا ہے میں نے اصرار کیا کہ وہ کام کیا ہے کہنے لگا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات خواب میں دیکھا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سخت تنگ دست ہوں۔ عیال دار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم علی بن عیسیٰ کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے کہو کہ تم ہر جمعرات کو ایک ہزار بار دُرود پڑھتے ہو اس جمعہ کو تمہارے ایک غلام نے تمہیں بلایا تو ابھی تین بار درود پاک رہتا تھا وہ تم نے واپس آکر پڑھا تھا۔

ابن مجاہد کہتے ہیں: میں نے اس شخص کو کہا میں تمہیں وہاں تو لے جاؤں گا مگر کچھ نہیں کہوں گا تم خود ہی واقعہ بیان کرنا۔ چنانچہ اسے وہاں لے گیا مگر اندر جا کر کہا کہ حضور آپ سے کوئی حاجت مند ملنے کی اجازت چاہتا ہے اس نے کہا: اس کی کیا حاجت ہے؟ میں نے اس کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کہنے لگے: وہ سچ کہتا ہے اور یہ کہہ کہ رونے لگے ایک رقعہ اپنے بیٹے کے نام لکھا وہ دیوان مال کا انچارج تھا اور کہا کہ حامل رقعہ کو ایک ہزار دینار میرے خاص مال سے دے دو یہ شاہی خزانے سے نہ دینا۔

سوار ہو کر آتا تو وہ سواری سے اتر پڑتا اور (تعظیماً) پیدل چل کر قبر کے قریب سے گزرتا۔

(سعادۃ الدارین ج ا ص ۳۳۶، القول البدیع مترجم ص ۲۲۷)

اس بات کو مولوی محمد زکریا دیو بندی نے بھی بیان کیا ہے۔

(فضائل درود شریف ص ۱۱۳)

ایک حاجت مند کو زیارت:

ابن مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا وہ قاری تھا۔ کہنے لگا مجھے علی بن عیسیٰ کے پاس جانا ہے میں نے پوچھا اس سے کیا کام ہے؟

کہنے لگا: اس سے مجھے ایک نہایت ہی ضروری کام ہے جو صرف وہی کر سکتا ہے میں نے اصرار کیا کہ وہ کام کیا ہے کہنے لگا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات خواب میں دیکھا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سخت تنگ دست ہوں۔ عیال دار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم علی بن عیسیٰ کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے کہو کہ تم ہر جمعرات کو ایک ہزار بار دُرود پڑھتے ہو اس جمعہ کو تمہارے ایک غلام نے تمہیں بلایا تو ابھی تین بار درود پاک رہتا تھا وہ تم نے واپس آکر پڑھا تھا۔

ابن مجاہد کہتے ہیں: میں نے اس شخص کو کہا میں تمہیں وہاں تو لے جاؤں گا مگر کچھ نہیں کہوں گا تم خود ہی واقعہ بیان کرنا۔ چنانچہ اسے وہاں لے گیا مگر اندر جا کر کہا کہ حضور آپ سے کوئی حاجت مند ملنے کی اجازت چاہتا ہے اس نے کہا: اس کی کیا حاجت ہے؟ میں نے اس کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کہنے لگے: وہ سچ کہتا ہے اور یہ کہہ کہ رونے لگے ایک رقعہ اپنے بیٹے کے نام لکھا وہ دیوان مال کا انچارج تھا اور کہا کہ حامل رقعہ کو ایک ہزار دینار میرے خاص مال سے دے دو یہ شاہی خزانے سے نہ دینا۔

ابن مجاہد فرماتے ہیں میں رقعہ لے کر اس آدمی کے پاس گیا۔وہ علی بن عیسی کے بیٹے کے پاس پہنچا اس نے رقعہ پڑھا اور کہا دینار کہاں ہیں میرا باپ تو کسی کو ایک ہزار دینار نہیں دیتا۔اس نے کہا پھر یہ رقعہ واپس کر دیں تا کہ میں آپ کے والد کو واپس کر دوں۔اس نے یہ رقعہ واپس دے دیا والد کے پاس واپس لے گئے اور لڑکے کی بات سنائی علی بن عیسی نے رقعہ لے کر ایک ہزار کی جگہ دو ہزار لکھ دیئے اور کہا کہ اب لے جائیں چنانچہ رقعہ لے کر بیٹے کے پاس گئے۔بیٹا کہنے لگا: آپ سے شرما کر میرے والد نے دینار کے لفظ کو تو نہیں بدلا البتہ رقم کو بدل دیا ہے۔میں تو اس رقعہ پر کچھ نہیں دوں گا۔وہ دوبارہ رقعہ لے کر علی بن عیسی کے پاس گئے اس نے رقعہ کو پھاڑ دیا اور ایک اور رقعہ پر لکھ دیا انہیں تین ہزار دینار دے دو۔اگر اس دفعہ انکار کیا تو میں رقم کو بڑھا دوں گا لڑکے نے دیکھ لیا کہ رقعہ بھی صحیح ہے اور باپ کا فرمان بھی درست ہے۔تین ہزار دینار دے کر الوداع کہا۔

(شرف النبی ص ۴۵۷،القول البدیع ص ۳۴۰)

سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو زیارت:

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ظہر کے وقت سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: میرے بیٹے! تم وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ایک عجمی شخص ہوں، فصحائے بغداد کے سامنے کس طرح وعظ کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے سات دفعہ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ تم وعظ ونصیحت کرو اور حکمت عملی سے لوگوں کو نیک بات کی طرف بلاؤ، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو، میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ دفعہ اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔تو میں نے عرض کیا: آپ نے ساتھ مرتبہ

کیوں نہیں ڈالا، تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرتا ہوں۔

(قلائد الجواہر ص ۵۰، اخبار الاخیار ص ۴۳)

ڈاکو نیک بن گئے:

کردستان میں ڈاکوؤں کا ایک سردار تھا۔اس نے بیان کیا کہ ایک روز ہم لوگ لوٹ مار کی نیت سے ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔اس جگہ تین کھجور کے درخت تھے مگر صرف ایک پر پھل لگے ہوئے تھے۔میں نے دیکھا کہ ایک چڑیا پھل دار درخت سے کھجور منہ میں لے کر دوسرے درخت پر جاتی، اس چڑیا نے اس طرح دس بار چکر لگایا، میرے دل میں جستجو ہوئی کہ دیکھوں یہ چڑیا کھجوریں لے کر کسے کھلاتی ہے درخت پر چڑھ کر جب دیکھا تو ایک اندھا سانپ منہ کھولے بیٹھا تھا اور چڑیا کھجور لا کر اس کے منہ میں ڈالتی تھی یہ دیکھ کر مجھے رونا آ گیا اور میں نے کہا: یارب العالمین! یہ وہ موذی جانور ہے جس کے قتل کا حکم تیرے محبوب کریم نے دیا ہے جب وہ اندھا ہو گیا تو تو نے اس کی روزی پہنچانے کیلئے چڑیا کو متعین فرما دیا اور میں تیرا بندہ تیری وحدانیت کا معترف ہو کر لوٹ مار میں پھنسا ہوا ہوں۔

اسی لمحہ میرے دل میں یہ بات اتری کہ اے شخص توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔میں نے تلوار توڑ ڈالی اور توبہ توبہ چلاتے ہوئے وہاں سے بھاگا۔اس وقت غیب سے آواز آئی: اے بندے میں نے تیری توبہ قبول فرما لی ہے۔ڈاکوؤں کا سردار اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں سارا واقعہ کہہ سنایا اور کہا میں راندہ درگاہ تھا مگر اب رحمت خداوندی نے مجھے پناہ دے دی ہے۔

اور میں نے اطاعت پر صلح کر لی ہے۔ساتھیوں نے بھی اپنے سردار کا اتباع کیا اور اپنی اپنی تلواریں توڑ کر راہزنی کے کپڑے اتار پھینکے اور مکہ مکرمہ کا قصد کر کے سب نے احرام باندھا۔تین روز چلنے کے بعد جب وہ لوگ ایک گاؤں میں پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک نابینی

ضعیفہ کو پایا۔اس نے پوچھا تم لوگوں میں فلاں نام کا کردی ہے؟ (اس بڑھیا نے ان کے سردار کا نام لیا)

سردار نے کہا: ہاں! وہ میں ہوں۔

ضعیفہ نے کہا: میرے بیٹے کا انتقال ہو چکا ہے۔یہ سب اس کے کپڑے رکھے ہیں میں تین روز سے متواتر حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتی ہوں۔سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ یہ تمام کپڑے میں تمہیں دوں۔

اس طرح ڈاکوؤں نے سچی توبہ کرکے حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے ذریعہ صالحیت کے لباس پائے اور حرمین طیبین کی جانب روانہ ہوئے۔

(روض الریاحین ص ۳۰۲)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو سلام:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔میرا ایک پیر بھائی آیا اور اس نے آداب بجالائے اور عرض کیا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک گنبد ہے جس کے گرد لوگ جمع ہیں، میں نے پوچھا کہ گنبد میں کون ہے؟ کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

ایک آدمی کو دیکھا جو کبھی گنبد کے اندر جاتا ہے اور کبھی باہر آتا ہے۔میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔میں نے آگے بڑھ کر کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کرنا کہ میں قدم بوسی کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اندر جاکر باہر نکلے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو اس قابل نہیں کہ میری زیارت کرسکے لیکن

ہاں! بختیار کاکی کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ہر رات جو تحفہ تم بھیجا کرتے تھے وہ پہنچتا تھا لیکن آج رات نہیں پہنچا۔

پھر خواجہ نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہر رات تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر سوتے تھے۔

(راحت القلوب ص ۵۴، فوائد الفواد ص ۱۵۳، ہشت بہشت ص ۸۴۹، اخبار الاخیار ص ۴۷

اگر نہ ان کی میرے حال پر نظر ہوتی
کہیں نہ چین سے یہ زندگی بسر ہوتی
ظہور وجہ دو عالم کا گر نہیں ہوتا
یہ سچ ہے شیدا خدائی نہ جلوہ گر ہوتی

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ وصال سے چند روز قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں: نظام! جلد آ تجھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے۔ اس خواب کے بعد سفر آخرت کے لئے بے چین ہو گئے۔ وصال کے ۴۰ روز قبل کھانا پینا ترک کر دیا۔ اب آنکھوں سے ہر وقت آنسو جاری رہتے تھے۔ وصال کے روز لنگر اور ملکیت کی تمام چیزیں غرباء و مساکین میں تقسیم کرا دیں تا کہ خدا تعالیٰ کے یہاں کسی چیز کا مواخذہ نہ ہو۔

(ہفتاد اولیاء ص ۳۱۴، بزم صوفیہ ص ۲۲۳)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۶۴۹ ہجری دریائے نیل کے کنارے قدیم قصبہ سیوط میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ربیع الاول ۹۰۴ھ جمعرات کی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حدیث پاک کے بارے میں ایک کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر اجازت عطا فرمائیں تو اس میں سے کچھ پڑھ کر سناؤں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سناؤ شیخ الحدیث! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیخ الحدیث کے الفاظ سے یاد فرمانا دنیا و مافیہا سے اچھا معلوم ہوا۔

(مدنی آقا کے روشن فیصلے ص ۱۳، جامع الاحادیث ج ا ص ۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان جوڑ دی:

عارف باللہ شیخ ابن الزغب یمنی رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ ہمیشہ اپنے وطن سے سفر کر کے پہلے حج کرتے پھر زیارت روضہ اقدس کیلئے حاضری کے وقت والہانہ اشعار و قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور آپ کے صاحبین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھ کر روضہ اقدس کے سامنے پڑھا کرتے تھے، ایک مرتبہ حسبِ عادت قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک رافضی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آج میری دعوت قبول کیجئے۔ حضرت شیخ نے دعوت قبول فرمائی، آپ کو اس کا حال معلوم نہ تھا کہ یہ رافضی شیخین کی مدح سے ناراض ہے، آپ حسب وعدہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے، مکان میں داخل ہوتے ہی اس نے دو حبشیوں کو اشارہ کیا وہ دونوں آپ سے لپٹ گئے اور آپ کی زبان مبارک کاٹ ڈالی، اس کے بعد اس کمبخت رافضی نے کہا یہ زبان حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پاس لے جاؤ جن کی تم مدح کرتے ہو، وہ اسے جوڑ دیں گے۔

شیخ ابن زغب کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں لے کر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

طرف دوڑے اور مواجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا واقعہ ذکر کیا اور روئے۔(بڑے سوز و گداز سے عرض کیا حضور! اب آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں مہربانی فرمادیں، کیونکہ

سوا تیرے نہیں کوئی سہارا یارسول اللہ
بڑی مشکل میں ہے تم کو پکارا یارسول اللہ)

جب رات ہوئی تو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی اس واقعہ سے غمگین تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ کے ہاتھ میں سے کٹی ہوئی زبان اپنے دستِ مبارک میں لی اور شیخ کو قریب کر کے زبان انکے منہ میں اپنی جگہ پر رکھ دی، یہ خواب دیکھ کر شیخ بیدار ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ زبان بالکل صحیح و سالم اپنی جگہ پر لگی ہوئی ہے، یہ معجزہ پا کر واپس اپنے گھر چلے گئے، اگلے سال پھر حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور حسبِ عادت پھر قصیدہ اور نعت پڑھی، جب پڑھ کر فارغ ہوئے تو پھر ایک شخص نے دعوت کیلئے درخواست کی، شیخ نے پھر توکل علی اللہ قبول فرمائی اور اس کے ساتھ تشریف لے گئے، مکان میں داخل ہوئے تو وہی پہلے دیکھا ہوا مکان معلوم ہوا، خدا تعالیٰ کے بھروسہ پر داخل ہوئے۔

اس شخص نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ بٹھایا اور پُر تکلف کھانے پیش کئے، پھر یہ شخص شیخ کو ایک کوٹھری میں لے گیا، وہاں دیکھا ایک بندر بیٹھا ہوا ہے، اس شخص نے شیخ سے کہا آپ کو معلوم ہے یہ بندر کون ہے؟ فرمایا: نہیں، اس شخص نے عرض کی کہ یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کی زبان کاٹ دی تھی حق تعالیٰ نے اس کو بندر کی صورت میں مسخ کر دیا ہے، یہ میرا باپ ہے اور میں اس کا بیٹا ہوں۔(نشر المحاسن للیامی، ماخوذ گستاخوں کا برا انجام ص ۱۱۴)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشکل کشائی فرمائی:

حضرت سیدنا ابوسہل رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا ابوحسان زیادی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ایک مرتبہ مجھے شدید فقرہ فاقہ اور مفلسی نے آلیا اور میری تنگدستی انتہا کو پہنچ گئی، قصاب، سبزی فروش اور دیگر دکان دار بار بار اپنے قرض کا مطالبہ کرتے لیکن میرے پاس کچھ بھی نہ تھا، ایک دن میں اسی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا کہ غلام نے کہا: ”ایک حاجی صاحب دروازے پر موجود ہیں اور ملاقات کی اجازت چاہتے ہیں۔“

میں نے اسے بلوایا تو وہ خراسانی شخص تھا، اس نے سلام کیا اور کہا: ”کیا آپ ہی ابوحسان ہیں؟ میں نے کہا: ”جی ہاں! میں ہی ابوحسان ہوں، آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا: ”میں حج کے ارادے سے آیا ہوں میرے پاس دس ہزار درہم ہیں آپ یہ رقم بطورِ امانت اپنے پاس رکھ لیں میں حج سے واپسی پر لے لوں گا۔

میں نے کہا لاؤ، اپنی رقم میرے سامنے رکھو، اس نے رقم کی تھلیاں میرے سامنے رکھیں ان کا وزن کیا اور مہر لگا کر میرے حوالے کر دیں پھر سلام کر کے واپس چلا گیا، میں نے سوچا کہ میں بہت تنگدست اور مجبور ہوں، قرض خواہوں کے تقاضوں نے میرا سکون برباد کر دیا ہے، اگر اس مجبوری کی حالت میں اس خراسانی حاجی کی رقم میں اپنے استعمال میں لاؤں تو میرا سارا معاملہ درست ہو جائے گا، پھر اس حاجی کے آنے تک اللہ رب العزت نے کشادگی فرما دی تو میں بآسانی اس کا مال ادا کر دوں گا۔

پس میں نے تھیلیاں کھولیں، قرض خواہوں کا سارا قرض ادا کیا، پھر کچھ اشیائے خورد و نوش اور دیگر ضروری سامان خرید لیا، آج ہمارے ہاں کافی دنوں بعد خوشی آئی تھی، مجھے یقین تھا کہ وہ خراسانی حاجی مکہ شریف کی طرف روانہ ہو گیا ہوگا، اور اس کے آنے تک میں رقم کا انتظام کر کے پوری رقم واپس کر دوں گا، ہمارا وہ دن بڑی فرحت و مسرت میں گزرا۔

دوسرے دن صبح صبح غلام نے کہا: ”وہی خراسانی حاجی دروازے پر موجود ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔“ میں نے کہا: ”اسے اندر بلالاؤ۔ وہ آیا اور اس نے کہا: میں حج کے ارادے سے آیا تھا لیکن یہاں سے جانے کے بعد مجھے اپنے بیٹے کی وفات کی خبر ملی ہے، اب میں اپنے شہر جانا چاہتا ہوں، جو رقم بطور امانت آپ کے پاس رکھی ہوئی ہے وہ واپس کر دیجئے، خراسانی کی بات نے مجھے ایسی پریشانی میں مبتلا کیا کہ اس سے قبل مجھے کبھی ایسی پریشانی کا سامنا نہ ہوا تھا، میں سوچ رہا تھا کہ اسے کیا جواب دوں؟ بالآخر میں نے کہا: اللہ عزوجل آپ کو عافیت عطا فرمائے، میرا گھر غیر محفوظ تھا میں نے آپ کی رقم کسی کو دے دی ہے، آپ کل آکر اپنی رقم لے لینا، یہ سن کر خراسانی تو چلا گیا، لیکن میں پریشانی میں مبتلا ہو گیا، مجھے کچھ سجھائی نہ دیتا تھا کہ میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اگر انکار کرتا ہوں تو یہ میرے لئے دنیا وآخرت کی ذلت ہے، اگر کہتا ہوں کہ تمہاری رقم خرچ ہو گئی ہے، تو وہ شور مچائے گا اور سختی کرے گا، اور یہ بات میرے لئے اذیت ناک ہے۔

اسی سوچ وفکر اور پریشانی میں شام ہو گئی، رات نے آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلانے شروع کر دیئے، مجھے یہ فکر کھائے جارہی تھی کہ کل صبح میں اسے کیا جواب دوں گا؟ نیند کوسوں دُور تھی، میرے لئے آنکھیں بند کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا، میں نے غلام کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس نے حیران ہو کر کہا: حضور رات بہت ہو چکی ہے، اس وقت آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ مناسب یہی ہے کہ آپ ابھی باہر نہ جائیں۔

چنانچہ میں واپس بستر پر آ گیا، لیکن نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی میں بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلتا رہا، بار ہا باہر جانے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ غلام باہر جانے سے روک لیتا، اسی بے چینی کے عالم میں پوری رات گزر گئی، طلوع فجر کے فوراً بعد میں اپنے خچر پر سوار ہوا اور نا معلوم منزل کی جانب چل دیا۔ میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ کس طرف

جاؤں؟ بالآخر میں نے سواری کی لگام چھوڑ دی ...

خچر پل کی جانب بڑھنے لگا تو میں نے اسے نہ روکا، یہاں تک کہ پل پار کرلیا، اب میں سوچنے لگا کہ کہاں جاؤں؟ اگر گھر جاتا ہوں تو خراسانی میرے دروازے پر موجود ہوگا میں اسے کیا جواب دوں گا؟

اسی پریشانی کے عالم میں، میں نے خچر کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ اب جہاں چاہے یہ مجھے لے جائے، میرا خچر خلیفہ مامون الرشید کے محل کی جانب چلنے لگا، محل کے دروازے کے قریب پہنچ کر میں سواری سے نیچے اتر آیا، اتنے میں ایک شہسوار میرے قریب سے گزرا مجھے بغور دیکھا اور آگے گزر گیا، کچھ دیر بعد دوبارہ وہی شہسوار آیا اور کہنے لگا کیا تم ابوحسان زیادی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں ہی ابوحسان زیادی ہوں۔ بتایئے آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا: خلیفہ مامون الرشید نے آپ کو بلایا ہے۔ چنانچہ وہ مجھے لے کر خلیفہ مامون الرشید کے پاس پہنچا، خلیفہ نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں قاضی ابویوسف کے دوستوں میں سے ہوں، خلیفہ نے پھر پوچھا: تمہاری کنیت کیا ہے؟ میں نے کہا: ابوحسان۔ کہا: کس نام سے مشہور ہو؟ میں نے کہا: زیادی کے نام سے۔ اس نے کہا: بتاؤ تمہارا کیا معاملہ ہے؟ میں نے اول سے آخر تک سارا واقعہ سنا دیا۔

میری دردبھری داستان سن کر خلیفہ نے زاروقطار روتے ہوئے کہا: تیرا بھلا ہو! آج رات تیری وجہ سے مجھے کئی مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ابوحسان زیادی کی مدد کرو، میں اس حال میں بیدار ہوا کہ تم سے واقف نہ تھا لیکن تمہارا نام اچھی طرح یاد کرلیا تھا تاکہ صبح تمہارے متعلق معلومات کرواسکوں، میں دوبارہ سو گیا۔ خواب میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حکم فرمایا: ابوحسان زیادی کی مدد کرو، میں گھبرا کر بیدار ہوا کچھ دیر بعد دوبارہ آنکھ لگ گئی، اس مرتبہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: جاؤ! ابوحسان زیادی کی مدد کرو۔

اس کے بعد میں دوبارہ نہیں سویا اور ابھی تک جاگ رہا ہوں، میں نے رات ہی سے تمہاری تلاش میں خدام بھیج رکھے تھے، پھر خلیفہ مامون الرشید نے دس ہزار دراہم دیتے ہوئے کہا: یہ رقم اس خراسانی کو دے دینا، مزید دس ہزار دراہم دیتے ہوئے کہا: ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کر لینا، مزید تیس ہزار دراہم دیتے ہوئے کہا: اس رقم سے اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کے لئے سامان خرید کر ان کی شادی کر دینا۔ پھر بڑی عزت وتکریم کے ساتھ مجھے روانہ کر دیا، میں نے صبح کی نماز پڑھ کر خراسانی کو دس ہزار دراہم کی تھیلی واپس کی تو اس نے کہا: یہ وہ تھیلی نہیں جو میں نے تمہیں دی تھی، میں نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو اس نے روتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے پہلے ہی اپنا واقعہ بتا دیتے تو میں کبھی بھی آپ سے رقم کا مطالبہ نہ کرتا خدا کی قسم! اب تو میں ایک درہم بھی آپ سے نہ لوں گا، یہ رقم آپ کو مبارک ہو! میرا آپ پر اب کوئی مطالبہ نہیں، یہ کہہ کر وہ اپنے وطن چلا گیا۔ میں جب ایک شاہی تقریب کے موقع پر مامون الرشید کے دربار میں گیا تو اس نے سرکاری کاغذات تھماتے ہوئے کہا! جاؤ آج سے تم فلاں فلاں علاقے کے قاضی ہو، ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا، ان شاء اللہ عزوجل تجھ پر ہمیشہ عنایت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بادل سایہ فگن رہیں گے، راوی کہتے ہیں: حضرت سیدنا ابوحسان زیادی رحمۃ اللہ علیہ تادم آخر عہدہ قضا پر فائز رہے۔ (عیون الحکایات ج ۲ ص ۲۷۲)

جب بلایا آقا نے خود ہی انتظام ہو گئے:

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: آؤ! ابوہمام نامی شخص کے پاس چلیں جو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے، ہم دونوں اس کے پاس پہنچے تو میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا، اس نے

کہا: مجھے فلاں پرہیزگار شخص کہ جس کی سچائی لوگوں میں مشہور ہے، نے کچھ اس طرح بتایا: میں مسلسل تین سال سے حج کی دعا کر رہا تھا لیکن میری یہ حسرت دل ہی میں رہی:

کر رہے ہیں جانے والے، حج کی اب تیاریاں
رہ نہ جاؤں میں کہیں، کر دو کرم پھر یا نبی
مجھ پہ کیا گزرے گی آقا، اس برس گر رہ گیا
میرا حال دل تو ہے، سب تم پہ ظاہر یا نبی

چوتھے سال حج کا موسم قریب تھا، میرے دل میں زیارت حرمین شریفین کی خواہش مچل رہی تھی، اللہ عزوجل کا کرم ہوا میری دعا کی قبولیت کچھ اس انداز میں ہوئی کہ ایک رات جب میں سویا تو میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں، سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، مجھے رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس سال حج کیلئے چلے جانا۔

میری آنکھ کھلی تو دل خوشی سے جھوم رہا تھا، بارگاہِ رسالت سے حج کی اجازت مل چکی تھی، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میٹھی میٹھی آواز اب تک کانوں میں رَس گھول رہی تھی، میں بہت شاداں وفرحاں تھا، اچانک مجھے یاد آیا کہ میرے پاس زادِ راہ تو ہے نہیں، میں تو بالکل بے سروسامان ہوں، بس اس خیال کے آتے ہی میں غمگین ہو گیا۔

دوسری رات پھر خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہوا لیکن میں اپنی بے سروسامانی کا ذکر نہ کر سکا، اسی طرح تیسری رات بھی بارگاہِ نبوت سے حکم ہوا کہ تم اس سال حج کو چلے جانا، میں نے سوچا اگر دوبارہ خواب میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں اپنی بے سروسامانی کے متعلق عرض کروں گا، بقول شاعر

پاس مال وزر نہیں، اڑنے کو بھی پر نہیں
کر دو کوئی انتظام تم پہ کروڑوں سلام

چوتھی رات پھر مدینے کے تاجور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے گھر میں جلوہ گری فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے یہی ارشاد فرما رہے تھے: تم اس سال حج کو چلے جانا۔ میں نے دست بستہ عرض کی: میرے آقا! میرے پاس تو زادِ راہ بھی نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیوں نہیں! تم اپنے مکان کی فلاں جگہ کو کھودو، وہاں تمہارے دادا کی زرہ موجود ہوگی، اتنا فرما کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے، صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت خوش تھا، نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ کھودی تو وہاں واقعی ایک قیمتی زِرہ موجود تھی، وہ ایسی نئی تھی گویا اسے کسی نے استعمال ہی نہ کیا ہو، میں نے اسے چار ہزار دینار میں فروخت کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

الحمدللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت سے اسباب حج کا خود ہی انتظام ہوگیا۔ میں زادِ راہ خرید کر حجاج کرام کے قافلے میں شامل ہوگیا، اب ہمارا قافلہ سوئے حرم رواں دواں تھا، حرم مکہ میں پہنچ گئے۔

میں مکے میں پھر آگیا یاالٰہی
کرم کا تیرے شکریہ یاالٰہی
نہ کر رد کوئی التجا یاالٰہی
ہو مقبول ہر اک دعا یاالٰہی

اور مناسک حج ادا کیے، اب واپسی کا ارادہ تھا، میں وہاں کے مناظر پر الوداعی نظر ڈال رہا تھا، جدائی کا وقت قریب آتا جا رہا تھا، میں نوافل ادا کرنے ابطح (جگہ کا نام) کی طرف گیا، وہاں کچھ دیر آرام کرنے کیلئے لیٹا تو اونگھ آگئی سر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور دل کی آنکھیں کھل رہی تھیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اے خوش بخت! اللہ تعالیٰ نے تیری حاضری کو قبول فرما لیا

ہے، تو عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا اور اسے کہنا: ہمارے ہاں تمہارے تین نام ہیں: عمر بن عبدالعزیز، امیرالمؤمنین، ابوالیتامیٰ (یعنی یتیموں کا والی) اے عمر بن عبدالعزیز! قوم کے سرداروں اور ٹیکس وصول کرنے والوں پر اپنا ہاتھ سخت رکھنا، اتنا فرما کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے گئے، میں بیدار ہوا اور اپنے رفقاء کے پاس پہنچ کر کہا:

جاؤ! اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ اپنے وطن لوٹ جاؤ، میں کسی وجہ سے تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔

پھر میں ''شام'' جانے والے قافلے میں شامل ہو گیا، دمشق پہنچ کر امیرالمؤمنین کا گھر معلوم کیا اور زوال سے کچھ دیر قبل وہاں پہنچ گیا، باہر والے دروازے کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا میں نے اسے کہا: امیرالمؤمنین سے میرے لئے حاضری کی اجازت طلب کرو، وہ بولا: امیرالمؤمنین کے پاس جانے سے تمہیں کوئی نہیں روکے گا، لیکن ابھی وہ لوگوں کے مسائل حل فرما رہے ہیں، بہتر یہی ہے کہ تم کچھ دیر انتظار کر لو جیسے ہی وہ فارغ ہوں گے میں تمہیں بتا دوں گا اور اگر ابھی حاضر ہونا چاہو تو تمہاری مرضی۔ میں انتظار کرنے لگا، کچھ دیر بعد بتایا گیا کہ امیرالمؤمنین لوگوں کے مسائل سے فارغ ہو چکے ہیں۔

چنانچہ میں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام پیش کیا، آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کی: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں اور آپ کی طرف پیغام لے کر آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ نے میری طرف دیکھا اس وقت آپ پانی پی رہے تھے، فوراً پیالہ ایک طرف رکھا، مجھے سلامتی کی دعا دی پھر اپنے پاس بیٹھایا اور پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ پوچھا: کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا: فلاں قبیلے سے۔ فرمایا: وہاں اس سال گندم کیسی ہوئی ہے؟ تمہارے جَو کی فصلیں کیسی ہوئی ہیں؟ وہاں کے انگور کیسے ہیں؟ وہاں کی کھجوریں کیسی ہیں؟ گھی کیسا ہے؟ وہاں کے ہتھیار اور بیج کی کیا حالت ہے؟ الغرض آپ خرید و فروخت سے متعلقہ تمام چیزوں کے متعلق پوچھ چکے

تو پہلی بات کی طرف آئے اور کہا: تیرا بھلا ہو تُو تو بہت عظیم معاملہ لے کر آیا ہے۔ میں نے عرض کی: حضور! مجھے خواب میں جو پیغام ملا ہے میں وہی لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے لے کر یہاں پہنچنے تک تمام واقعات آپ کو سنائے، مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے اور ان کے نزدیک میری تمام باتیں ثابت ہو چکی ہیں۔ فرمایا: تم ہمارے پاس ٹھہرو، ہم تمہاری خیر خواہی کریں گے۔ میں نے کہا: جناب میں پیغام لے کر حاضر ہوا تھا، اب میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں، مجھے اجازت عطا فرمائیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے وہیں چھوڑ کر اندر تشریف لے گئے، واپسی پر چالیس دیناروں سے بھری ایک تھلی میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: اس وقت میرے پاس ان دیناروں کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں، تم بطورِ تحفہ یہ قبول کر لو۔

میں نے کہا خدا کی قسم! میں کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچانے کے عوض کوئی چیز نہیں لوں گا، بے حد اصرار کے باوجود میں نے ان دیناروں کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ میں نے واپسی کی اجازت چاہی اور جب میں الوداع کہہ کر اٹھا تو آپ نے مجھے سینے سے لگایا اور دروازے تک چھوڑنے آئے اور اشک بار آنکھوں سے مجھے رخصت کیا۔ میں اس ولی کامل سے ملاقات کے بعد اپنے شہر کی طرف آ رہا تھا اور دل میں ان کی محبت و تعظیم مزید بڑھ گئی تھی، بصرہ پہنچنے کے کچھ ہی دن بعد مجھے یہ جان لیوا خبر ملی، کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہزاروں آنکھوں کو سوگوار چھوڑ کر اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور دارِ عقبیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ کی جدائی پر ہر آنکھ اشک بار تھی اور ہر زبان گویا یوں کہہ رہی تھی۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب وطاہر گیا

پھر میں مجاہدین کے ہمراہ جہاد کے لئے روم چلا گیا۔ وہاں مجھے وہی آدمی ملا جو حضرت

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور جس کے ذریعے میں نے اجازت طلب کی تھی میں اسے پہچان نہ سکا لیکن اس نے مجھے پہچان لیا میرے قریب آکر سلام کیا اور کہا: اے بندۂ خدا اللہ تعالیٰ نے آپ کا خواب سچا کر دیا ہے، امیر المؤمنین کے بیٹے عبدالملک بیمار ہو گئے تھے، میں رات کے وقت ان کی خدمت پر مامور تھا، جب میں ان کے پاس ہوتا تو امیر المؤمنین جاگتے اور نماز پڑھتے رہتے۔ جب وہ اپنے بیٹے کے پاس آجاتے تو میں جا کر سو جاتا۔

میرے جاتے ہی آپ دروازہ بند کر لیتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے۔ خدا کی قسم! ایک رات میں نے اچانک امیر المؤمنین کے رونے کی آواز سنی، آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے درد بھرے انداز میں بلند آواز سے رو رہے تھے، میں دوڑ کر دروازے کی طرف بھاگا، دروازہ اندر سے بند تھا، میں نے کہا: اے امیر المؤمنین: کیا عبدالملک کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہے؟

آپ مسلسل روتے رہے اور میری بات کی طرف بالکل توجہ نہ دی، جب آپ کو کچھ افاقہ ہوا تو دروازہ کھول کر فرمایا: اے بندۂ خدا! جان لے بے شک اللہ تعالیٰ نے اس بصری آدمی کا خواب سچا کر دکھایا، ابھی ابھی مجھے خواب میں حسنِ اخلاق کے پیکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے وہی ارشاد فرمایا جو اس بصری نے پیغام دیا تھا۔ (عیون الحکایات ص۲ ص۲۲۳)

غازی ممتاز حسین قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

غازیٔ ناموس رسالت جناب غازی ممتاز حسین قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ کو جب جیل میں رکھا گیا تو کچھ دنوں کے بعد ان کے والد جناب ملک محمد بشیر اعوان صاحب ان سے جیل میں ملاقات کرنے کیلئے گئے تو دیکھا کہ غازی صاحب کے چہرے پر انتہائی رونق

ہے، والد حیران ہو کر پوچھنے لگے بیٹا! ہم گھر والے پریشان ہیں اور آپ بالکل مطمئن ہیں، ہشاش بشاش ہیں، آخر ایسی کیا وجہ ہے؟

غازی صاحب فرمانے لگے ابا جان! جب سے گرفتار ہوا ہوں، ہر رات تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقاعدہ زیارت ہوتی ہے۔ محبوب رب العزت مجھے تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں: غم نہ کر تیرا نبی تیرے ساتھ ہے۔

(ملک ممتاز حسین قادری شہید شخصیت اور سفر آخرت ص ۶۹)

تو نے جو کچھ کیا ہے صحیح کیا ہے:

ایک مفتی صاحب جن کا تعلق پنجاب سے ہے، وہ غازی صاحب سے ملنے گئے تو غازی صاحب سے کہا کہ کئی لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آپ نے جو تاثیر کو قتل کیا ہے، یہ غلط اقدام ہے، آپ کو قانون ہاتھ میں نہیں لینا چاہئے تھا، یہ سن کر غازی صاحب فرمانے لگے کہ مفتی صاحب! ساری دنیا اس بات پر اکھٹی ہو جائے اور کہے کہ ممتاز قادری تم نے غلط کام کیا ہے مگر میں یہ کہوں گا کہ میں نے جو کیا صحیح کیا ہے۔

مفتی صاحب پوچھنے لگے کہ غازی صاحب آپ کے پاس ایسی کون سی ڈگری ہے کہ آپ کا مؤقف اتنا مضبوط ہے، یہ سن کر غازی صاحب فرمانے لگے کہ مجھے میرے مولا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا کہ ممتاز حسین تو نے جو کچھ کیا ہے بالکل صحیح کیا ہے۔ (ملک ممتاز حسین قادری شہید شخصیت اور سفر آخرت ص ۶۹)

قید سے نجات:

امام ابو محمد عبد اللہ محمد ازدی کحال اندلسی جو ایک صالح اور نہایت نیک شخص تھے فرماتے ہیں کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا اہل روم نے قید کر لیا، وہ اپنے گھر سے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے ارادہ سے نکلا تا کہ اپنے لختِ جگر کے معاملے میں آپ

سے التجا کرے، راستے میں اس کو بعض واقف اور شناسا لوگ ملے اور دریافت کیا کہاں کا عزم وارادہ ہے؟ اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کیلئے جا رہا ہوں تا کہ آپ سے اپنے لڑکے کے حق میں شفاعت طلب کروں کیونکہ اسے رومی عیسائیوں نے قید کرلیا ہے اور اس پر تین سو دینار تاوان عائد کیا ہے جبکہ میں تو بہت غریب ہوں، اور اتنی بڑی رقم میں نہیں دے سکتا۔

انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر جگہ توسل اور شفاعت طلب کی جاسکتی ہے اس مقصد کیلئے حاضری ضروری نہیں ہے لیکن اس نے ان کی اس نصیحت کو قبول نہ کیا اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری دی اور اپنی حاجت پیش کر کے توسل کی درخواسب کی۔

خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا: اپنے شہر کو چلے جاؤ تمہارا مقصد پورا ہو چکا ہے۔ جب میں اپنے شہر پہنچا تو میرا لڑکا موجود تھا، جس کو اللہ تعالیٰ نے رومیوں کی قید سے خلاصی عنایت فرمادی تھی، اس نے اپنے بیٹے سے صورت حاصل دریافت کی تو اس نے بتلایا کہ فلاں رات مجھے ان کی قید سے رہائی نصیب ہوئی تھی، اور میرے ساتھ اور بھی بہت سے قیدی رہا ہو گئے، جب اس نے حساب لگایا تو یہ وہی رات تھی جس میں اس کو بارگاہ نبوی میں رسائی ہوئی تھی، اور بیٹے کیلئے شفاعت کے متعلق عرض کرنے کا موقع نصیب ہوا اور بارگاہِ نبوت سے شرف دیدار سے بہرہ وَر کیے جانے کے بعد وطن واپسی کا اشارہ ہوا تھا۔

(شواہد الحق ص ۴۸۶، مصباح الظلام ص ۱۴۸)

مجوسی مسلمان ہو گیا:

بغداد میں ایک غریب عیالدار شخص جو بڑا عبادت گزار اور صابر تھا۔ ایک رات وہ نماز پڑھنے کیلئے بیدار ہوا (تو اس کے بچے بھی بیدار ہو گئے) اور بھوک کی وجہ سے رونے لگے، جب نماز سے فارغ ہوا تو اس نے بیوی بچوں کو پاس بلا کر کہا تم سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام بھیجو اور کہا امید کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمارے درود وسلام کی برکت سے اپنے فضل وکرم اور جود وعطا سے ہمیں غنی کر دے گا۔

بس یہ تمام لوگ بیٹھ کر درود وسلام پڑھنے لگے یہاں تک کہ ان پر نیند کا غلبہ ہوا، وہ شخص سو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل صبح سویرے تو فلاں مجوسی کے گھر جانا اور اسے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ تمہارے حق میں کی گئی دعا قبول ہو گئی ہے اور اسے کہنا کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تیرے نام یہ فرمان ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمایا ہے اس میں سے میری مدد کر اس کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی اور خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ دل میں کہنے لگا جس نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لیا اس نے حق سچ آپ کو دیکھ لیا کیونکہ شیطان ان کی شکل اختیار نہیں کر سکتا اور یہ محال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایک مجوسی کے پاس بھیجیں اور اسے سلام فرمائیں، بس وہ دوبارہ سو گیا۔

پھر سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ وہی بات ارشاد فرمائی، صبح اُٹھا، نماز فجر ادا کی اور مجوسی کا گھر تلاش کرنے چل نکلا۔ وہ شخص (مجوسی) مشہور معروف دولت مند انسان تھا۔ اس کا گھر اسے بتایا گیا، یہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا، اس وقت مجوسی کے سامنے اس کے بہت سے نوکر چاکر تھے، مجوسی نے اس کو نہ پہچانا اور بولا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا: مجھے آپ سے کوئی خاص بات

کرنی ہے اس پر مجوسی نے حاضرین کو ہٹ جانے کا حکم دیا۔

اب اس شخص نے مجوسی سے کہا: ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھے سلام کہتے ہیں، مجوسی نے کہا: تمہارا نبی کون ہے؟ اس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے کہا: تجھے معلوم نہیں کہ میں مجوسی ہوں؟ اور میں ان کے پیغام کا منکر ہوں، اس نے کہا: میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسی بات کی تاکید فرماتے ہیں، مجوسی بولا، کیا خدا کو گواہ مان کر کہتے ہو کہ انہوں نے تمہیں میری طرف بھیجا ہے؟ کہا خدا گواہ ہے، پوچھا انہوں نے کیا فرمایا؟ کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے میری مدد کرو اور یہ کہ دعا قبول ہو گئی ہے۔

مجوسی نے پوچھا: تمہیں معلوم ہے کہ وہ دعا کیا ہے؟ کہا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ مجوسی نے کہا اندر آؤ تا کہ میں تمہیں بتاؤں۔ کہا میں اس مجوسی کے ہمراہ مکان میں داخل ہوا۔ مجوسی نے مجھ سے کہا: اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ میں نے ہاتھ بڑھایا تو مجوسی نے **اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ** کہا اور مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے اپنے ملازموں اور اپنے گھر والوں کو بلا کر کہا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں گمراہ تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے میری راہنمائی فرمائی ہے اور میں نے اسے قبول کر لیا ہے۔ میں تصدیق کرتا اور ایمان لاتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اب تم میں سے جو ایمان لائے اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ اس کیلئے حلال ہے اور جو نہ لائے وہ مجھے میرا مال دے دے اور میری اور اس کی آشنائی ختم ہے۔ اب ایک مخلوق تو اس کے نوکر تاجروں کی تھی جن میں سے اکثر ایمان لے آئے اور کچھ رہ گئے وہ اس کے پاس اس کا مال لے آئے، پھر اس نے اپنے بیٹے کو آواز دے کر بلایا اور کہا بیٹا! میں نے اسلام کی ہدایت پائی ہے اور مسلمان ہو گیا ہوں۔ اگر تو مسلمان ہو جائے تو میرا اور میرے پاس رہے گا اور اگر اپنے پہلے دین پر ہے تو میں تجھ

سے بری ہوں۔ بیٹے نے کہا: ابا جان! میں آپ کی مخالفت نہیں کر سکتا اور میں بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہوں، پھر اس نے اپنی بیٹی کو آواز دے کر بلایا جو مجوسی مذہب کے مطابق اپنے بھائی سے بیاہی ہوئی تھی۔ پس اس نے اسے بھی وہی کچھ کہا جو بیٹے کو کہہ چکا تھا۔ وہ بولی ابا جی! بخدا شادی کی پہلی رات سے ہی میں اپنے بھائی کے ساتھ خلوت کو ناپسند کرتی تھی اب میں بھی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

پھر وہ کہنے لگا: میں اس دعا کا واقعہ بتاؤں جس کا ذکر تم نے کیا ہے؟ اور تمہیں وہ سبب بتاؤں جن کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے راضی ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: جی ہاں! اس مجوسی نے (جواب مسلمان ہو چکا تھا) کہا جب میں نے اپنی لڑکی کی شادی اس کے بھائی سے کی تو بہت بڑے کھانے کا اہتمام کیا، جس سے شہری اور دیہاتی سب نے اپنا اپنا حصہ پایا اور کھائے بغیر کوئی نہ رہا۔ جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو مجھے تھکاوٹ محسوس ہوئی، میں آرام کرنے کیلئے فرش پر لیٹ گیا۔ میرے گھر کے سامنے ایک بیوہ عورت تھی اس کے ہمراہ چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ ہم حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہیں، میں نے سنا ان میں سے ایک اپنی ماں سے کہنے لگی: اماں جی! آپ نے دیکھا نہیں اس مجوسی نے آج کیا کیا؟

اس نے ہمارے دل میں کھانے کی خواہش پیدا کر دی جبکہ ہم بھوکے اور فقر و فاقہ کا شکار تھے، اللہ اس کو ہماری طرف سے بہتر جزا نہ دے، کہا جب میں نے یہ بات سنی تو میرا دل پھٹنے لگا اور میں سخت مغموم ہو گیا اور میں نے جلدی جلدی بہت سا سامان خورد و نوش ہمراہ لیا، ان کی تعداد پوچھی تو مجھے بتایا گیا کہ تین بیٹیاں اور ایک ان کی ماں ہے۔ میں نے ان کیلئے چار سوٹ اور بہت سی اشیائے ضرورت روانہ کیں اور خود گھر آ گیا۔

میرا بھیجا ہوا سامان جب ان کے پاس پہنچا تو وہ بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں اماں

جی! ہم یہ کیسے کھائیں اس کا کھانا کیسے کھائیں؟ یہ تو مجوسی ہے۔ ماں نے کہا: اللہ کے رزق سے کھاؤ، یہ روزی اللہ نے تمہاری طرف بھیجی ہے اور وہ یہی کہے جاری تھیں، ماں جی! ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گی کیونکہ وہ شخص مجوسی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے دل میں اسلام اور ہمارے جدامجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونے کی رغبت پیدا کردے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھیں اور ماں ان کی دعا پر آمین کہتی جاتی تھی۔

یہ ہے وہ دعا جس کی خبر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے اور خوشخبری مجھے سنائی ہے۔ اب میں تیرے ساتھ پورا تعاون کروں گا اور جب میں نے اپنی بیٹی اپنے بیٹے سے بیاہی تھی تو اپنا مال بھی تقسیم کرکے نصف انہیں دے دیا تھا اور نصف اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ اب چونکہ اسلام نے ان کے درمیان تفریق کردی ہے تو میں نے تجھے ان کے قائم مقام بنا لیا ہے، سو یہ مال اب تیرا ہے اس سے اپنے اہل وعیال کی مدد کر۔ (سعادت الدارین ج۱ص ۳۹۸)

بعض صحابہ کی وجہ سے آنکھیں باہر نکل آئیں:

علامہ ابن قیم اپنی کتاب ''کتاب الروح'' میں حضرت ابوالحسن مطلبی خطیب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں ایک عجیب واقعہ دیکھا کہ ایک شخص مدینہ طیبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا، ہم ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ وہ شخص ہمارے سامنے ظاہر ہوا جس کی دونوں آنکھیں باہر نکل کر اس کے گالوں تک لٹک رہی تھیں، ہم نے اس سے بڑے تعجب سے کہا کہ یہ تیری کیا حالت ہے؟

وہ کہنے لگا آج رات کو خواب میں مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکر صدیق

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ہیں انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہی وہ شخص ہے جو ہمیں ایذا اور گالیاں دیا کرتا ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تجھے کس نے کہا ہے جو تو ان کو گالیاں دیا کرتا ہے، میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

بس یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف غصے سے لپکے اور اپنی دونوں انگلیوں سے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ تیری دونوں آنکھیں نکال ڈالے، بس یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیوں کو میری آنکھوں میں چبھو دیا، جس سے میں بیدار ہو گیا اور یہ حالت ہو گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں، حضرت خطیب فرماتے ہیں بس وہ شخص رو رو کر یہ واقعہ کو لوگوں کو سناتا تھا اور اپنی توبہ کا اعلان کرتا تھا۔

(کتاب الروح ص ۳۴۱، دینی دستر خوان ج ا ص ۴۵۴)

قادیانی کو قتل کر دیا:

ضلع سکھر میں حاجی غلام مصطفیٰ مانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عاشق رسول تھے، حاجی صاحب کے ہاں ایک قادیانی آیا، اس نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا، آپ کو طیش آ گیا، چھری لی اور اس کا کام تمام کر دیا، اس کی زبان نکالی۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ بد بخت اس زبان سے تو نے میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کیا تھا۔

جس دن حاجی صاحب کو گرفتار کر کے گھر سے تھانہ کرونڈی لے جا رہے تھے، اسی پہلی رات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سیدزادی کو خواب میں زیارت ہوئی آپ نے فرمایا: بیٹی کل شہر کی جیل میں میرا مہمان آ رہا ہے اس کا خیال رکھنا، چنانچہ معلوم کر کے اس بی بی صاحبہ نے کھانا اور دیگر ضروریات کا اہتمام کیا۔

(مجاہدین ختم نبوت کی ایمان افروز داستانیں ص ۳)

بارگاہِ رسالت میں بلی کا استغاثہ:

حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مدینۃ الرسول کے ایک باسی حاجی محمد اسماعیل صاحب امرتسری (جو کہ کافی عرصے سے وہاں مقیم تھے) نے مجھے ایک واقعہ سنایا کہ ایک پاکستانی ان کے مکان میں رہائش پذیر ہوا، وہاں ایک بلی رہتی تھی جو روزانہ پاکستانی حاجی کے قریب آتی اور وہ اس سے پیار کرتا۔

دن گزرتے گئے آخر حاجی کو واپس ہونا تھا، فراقِ طیبہ کی گھڑیاں سر پر آگئیں، خیال کیا کہ بلی ساتھ لیتا جاؤں، تیاری مکمل کر لی، پنجرہ تیار کر لیا، آخری رات تھی، صبح الوداعی سلام کہہ کر اجازت لینا تھی۔ حاجی صاحب سو گئے اور ان کا بخت جاگ گیا، آنکھ لگی ہی تھی کہ میرے دین وایمان کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں جلوہ گر ہو گئے اور اپنے جمال جہاں آراء سے نوازا، حاجی سے فرمایا: جاؤ تم خیریت سے وطن پہنچو، یاد رکھنا میری بلی کو ساتھ نہ لے جانا یہ کئی دن سے روزانہ میرے دربار میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے: آقا بچا لیجئے، مدینہ چھوٹ رہا ہے۔ (مدینۃ الرسول ص ۴۰۰)

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت:

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے بخار ہو گیا اور اس بیماری نے طول پکڑا اور میں زندگی سے ناامید ہو گیا۔ ایک دفعہ میں سویا اور خواب میں حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (شاہ عبدالرحیم کے پوتے بھی اسی نام کے ہیں لیکن یہ اور بزرگ ہیں) تشریف لائے اور فرمایا بیٹا! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری عیادت کیلئے تشریف لا رہے ہیں اور ممکن ہے آپ اس طرف سے تشریف لائیں اور تمہارے پاؤں اس طرف ہیں تیری چارپائی کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ تیرے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔ مجھے افاقہ ہوا بات

کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں تھی۔ میں نے حاضرین کو اشارہ کیا انہوں نے میری چار پائی اس طرف پھیر دی۔ اسی وقت رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا: کیف حالک یابُنَیَّ، میرے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟

ان الفاظ کی حلاوت مجھ پر غالب آ گئی۔ عجیب وجد آہ وبکا کا مجھ سے ظہور ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس طرح گود میں لے لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی۔ آپ کی قمیص مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ آہستہ آہستہ اس وجد کو سکون آ گیا۔ پھر میرے دل میں خیال گزرا کہ ایک عرصے سے مجھے موئے مبارک کی آرزو ہے، کس قدر عظیم کرم ہو اگر اس قسم کی کوئی چیز عنایت فرمائیں۔ آپ اس خیال سے واقف ہوگئے ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور موئے مبارک میرے ہاتھ میں پکڑا دیئے۔ میرے دل میں خیال گزرا یہ دونوں بال بیداری میں میرے پاس رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خیال سے بھی واقف ہوگئے۔ فرمایا: یہ دونوں بال اس عالم میں بھی باقی رہیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے صحت کلی اور طویل زندگی کی بشارت دی۔ پھر مجھے افاقہ ہوگیا۔ میں نے چراغ طلب کیا۔ وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں نہیں تھے۔ میں غمگین ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب میں نے توجہ کی مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہوئے۔ فرمایا: میرے بیٹے! تجھے آگاہ ہونا چاہیے کہ میں نے وہ دونوں بال احتیاط کے طور پر تمہارے تکیہ کے نیچے محفوظ کر دیئے ہیں وہاں سے تو انہیں حاصل کرے گا۔ جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے انہیں وہاں سے لے کر عزت واحترام سے ایک جگہ حفاظت سے رکھ لیا۔ اس کے بعد بخار بالکل جاتا رہا اور مجھ پر کمزوری طاری ہوگئی۔ اقرباء نے سمجھا یہ موت کی برودت ہے وہ روتے تھے اور مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ میں سر سے اشارہ کرتا تھا۔ کچھ دیر کے بعد میری اصلی طاقت لوٹ آئی اور مجھے صحت کلی حاصل ہوگئی۔ ان کلمات کے ضمن میں فرماتے تھے کہ ان موئے مبارک کے خواص میں سے ایک یہ تھا کہ وہ

آپس میں ملے ہوئے ہوتے تھے جب درود شریف پڑھا جاتا تھا تو الگ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے۔ دوسری یہ کہ ایک مرتبہ منکرین میں سے تین اشخاص نے امتحان کرنا چاہا۔ میں نے ان سے بات کی تو بات نے جب طول پکڑا تو میں موئے مبارک دھوپ میں لے گیا۔ اسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ حالانکہ دھوپ بڑی تیز تھی اور بادل کا موسم بھی قطعاً نہیں تھا ان میں سے ایک شخص نے توبہ کی۔ دوسرے نے کہا یہ اتفاقیہ بات ہے دوسری مرتبہ پھر دھوپ میں نکالا دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہو گیا دوسرے نے بھی توبہ کر لی تیسرے نے کہا یہ بھی اتفاقیہ بات ہے تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں لے گئے۔ تیسری مرتبہ بھی بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا تیسرے نے بھی توبہ کر لی۔ ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ ایک مرتبہ زیارت کیلئے باہر لایا۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ ہر چند میں تالے کو چابی لگاتا تھا مگر وہ نہیں کھلتا تھا کوشش کرتا مگر کامیاب نہ ہوتا تھا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلاں جنبی ہے اس کی جنابت کی نحوست سے کامیاب نہیں ہو رہا میں نے عیب پوشی کرتے ہوئے تمام کو غسل کرنے کیلئے کہا جنبی اس مجمع سے نکل گیا۔ اس کے بعد آسانی سے تالا کھل گیا تو ہم سب نے سزیارت کی۔

(انفاس العارفین ص ۴۷)

تاجدار حضرت کیلیانوالہ شریف کو زیارت:

تاجدار حضرت کیلیانولہ شریف آفتاب نقشبندیت ماہتاب ولایت مقبول بارگاہِ رسالت حضرت قبلہ عالم الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے شان پنجتن پاک میں جو کہ حضرت علامہ پروفیسر محمد رفیق کیلانی صاحب نے تصنیف فرمائی اس کا مقدمہ آپ نے تحریر فرمایا۔ اس میں آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے میں اس کا تھوڑا سا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

کہ اکثر لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کے دروازہ سے

بدعت رفض میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ معاف فرمائے شان صحابہ کا انکار یعنی بدعت رفض خود قرآن پاک کا انکار ہے اور قرآن پاک کا انکار کفر ہے۔ہاں جس پر خدا تعالیٰ رحم وکرم فرمادے تو اس کو آگاہی ہوجاتی ہے اور توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے۔چنانچہ قبلہ عالم حضور والد ماجد صاحب عرس قبلہ پیر سید نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کہ چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک بیلی (دوست) نے جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی حمیت کے جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کیا۔منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہوگئی اور باطن کا سرور اور کیف بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہوگیا اور اسی پریشانی کے عالم میں توبہ اور استغفار کرنا شروع کیا۔رات کو جب نیند آئی تو عالم رؤیا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم والد ماجد کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں تو رحمت عالم نور مجسم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزر کر میرے پاس تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے مجھے فرمایا کہ ان کے متعلق تو نے ایسے لفظ کیوں کہے ہیں؟ میں نے عرض کیا غلطی ہوگئی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے۔

اس کے بعد میں نے توبہ استغفار کرنی شروع کی۔چنانچہ اس دوران حضور قبلہ عالم والد ماجد کی کئی بار زیارت بھی نصیب ہوئی۔تاہم طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرشد حقانی، حضرت قبلہ شیر ربانی سرکار اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ

اللہ علیہ تشریف فرما ہیں میں بھی حاضر ہوں چند اور بیلی بھی آپ کے پاس حاضر ہیں۔ سامنے دریا ہے جو کناروں تک بھرا ہوا ہے حضور قبلہ شیر ربانی ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟ میں نے عرض کیا: حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہوں میں تیر کر دریا پار کرلوں گا چنانچہ جناب نے میری درخواست قبول فرمالی اور دریا میں اترنے کیلئے جو گزرگاہ بنی ہوئی ہے میں اس میں بیٹھ گیا اور حضور شیر ربانی سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم میرے سینہ اور پیٹ کے دائیں حصہ پر اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا ہوں اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے جب نصف دریا کے قریب ہم پہنچے تو حضور قبلہ عالم شیر ربانی نے فرمایا: لالیا! (بھائی) سنبھل کر چلنا۔ اب میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے میں نے عرض کیا جناب کی دعا کی ضرورت ہے پھر کوئی فکر نہیں، چنانچہ اسی حال میں دریا عبور ہو گیا۔ ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ آگاہی کے وقت حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے تھے۔ لہٰذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے جمال وکمال سے نواز دیں۔ چنانچہ ایک رات سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور شرف زیارت سے نوازا اور کافی دیر تک تقریباً آٹھ دس منٹ تک اپنے قلب منور والی جانب اپنی بغل مبارک میں لئے پیار اور شفقت فرماتے رہے اور اسی طرح بے سکون کو سکون اور قرار کی دولت سے مالامال کیا، تب جا کر اطمینان ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں جو معمولی سی نامناسب بات کی تھی۔ آج اس کی معافی ہو گئی یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور مولائے کائنات شہنشاہ ولایت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا میری رہنمائی اور آگاہی کیلئے اکیلے تشریف لانا ہی کافی تھا لیکن آگاہی کے وقت بھی اور میرے توبہ استغفار کے بعد بھی حضور پرنور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے جو میرے

لیے رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم کا سبب ہے۔اس کے باوجود کئی سال بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی تو پھر بارگاہ خدا جل وعلاء اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معافی کا خواستگار ہوا۔(شان پنجتن پاک ص ۳)

خواب میں بارش کی خبر:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں کو قحط نے آلیا تو ایک شخص (حضرت بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ) نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس آکر کہا:

"یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْھَلَکُوْا"

یارسول اللہ! اپنی اُمت کیلئے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کیجئے وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں (بعدازاں حضرت بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ روضہ مبارک کے پاس سو گئے) تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: (حضرت) عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں میرا سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ وہ سیراب کئے جائیں گے، اور انہیں کہنا مزید ہوشیار رہو، اس شخص نے آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ عزوجل میں اسی کام میں کوتاہی کرتا ہوں جس سے میں عاجز آتا ہوں۔

(وفاء الوفاء ج ۲ ص ۵۲۴، البدایہ والنہایہ مترجم ج ۷ ص ۱۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۱، فتح الباری ج ۲ ص ۳۹۷، فضائل صدقات از زکریا سہارنپوری دیوبندی ص ۹۴۵، جذب القلوب ص ۲۳۴)

ایک صالح کو زیارت:

ایک صالح بیان کرتے ہیں کہ میں حج کے ارادے سے نکلا بغداد شریف میں ایک زاہد کے پاس کچھ امانت رکھی اور کہا میں مدینہ منورہ جارہا ہوں۔ وہ بولا جب تم نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضری دو تو بعد از سلام عرض کرنا اگر آپ کے پہلو میں یہ دو (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) شخص نہ ہوتے تو میں ہر سال زیارت کیلئے حاضر ہوتا۔

جب وہ صالح مدینہ منورہ پہنچا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کا پیغام پہنچاؤ، میں نے عرض کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس شخص کو حاضر کرو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس زاہد کو حاضر کر دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا اس کی گردن مار دو، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹ دی۔ اس کے خون کے تین قطرے میرے کپڑوں پر آپڑے۔ میں گھبرا کر بیدار ہوا تو خون کے تین نشان میرے کپڑوں میں موجود تھے۔ القصہ جب میں بغداد واپس لوٹا تو میں نے وہاں اس جیسا ایک آدمی دیکھا۔ میں نے زاہد کے بارے اس سے دریافت کیا، کہنے لگا: وہ میرا باپ تھا ہم گھر میں سو رہے تھے۔ ہمارے درمیان وہ سو رہا تھا کہ اچانک اسے کوئی اڑا کر لے گیا۔ اس کے بعد پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں غائب ہوا۔ میں نے تمام ماجرا کہہ سنایا تو اس کا بیٹا حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی عداوت سے تائب ہو گیا اور میرا مال اس نے میرے حوالے کر دیا۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۶۳)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا انجام:

حضرت عامر بن سعد البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ نے فرمایا: اے عامر! میرے صحابی براء ابن عازب کے پاس جا کر میرا سلام کہہ اور اس کو یہ خبر دے کہ جنہوں نے میرے بیٹے حسین کو قتل کیا ہے وہ دوزخی ہیں، پس میں نے براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب بیان کیا انہوں نے سن کر فرمایا: اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ (سعادت الکونین ص ۱۵۴، شام کربلا ص ۲۶۳)

اپاہج لڑکی کو زیارت:

بغداد شریف میں ایک علوی لڑکی (حضرت علی کی اولاد) رہتی تھی وہ پندرہ سال تک اپاہج رہی، ایک رات وہ سو کر اٹھی تو تندرست تھی، اٹھ کر بیٹھ سکتی تھی اور کھڑی ہو سکتی تھی، اس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: ایک رات میں سخت تنگدل ہوئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی کہ یا تو اس مصیبت سے نجات فرمادے یا پھر موت دے دے اور بہت روئی۔ (اور پھر میں سو گئی) خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے ہیں، میں ان کو دیکھ کر کانپ گئی، اور میں نے کہا: کیا آپ کا اس طرح میرے پاس آنا جائز ہے؟

انہوں نے فرمایا: میں تمہارا باپ ہوں، میں نے گمان کیا کہ وہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ میری حالت نہیں دیکھتے؟ انہوں نے فرمایا: میں تیرا باپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، میں نے روتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے صحت کی دعا فرمائیں۔

آپ نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی، پھر فرمایا: اپنا ہاتھ لاؤ، میں نے اپنا ہاتھ پیش کر دیا تو آپ نے اسے پکڑ کر کھینچا اور مجھے بٹھا دیا، پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھڑی ہو جاؤ، میں نے عرض کیا: میں کیسے کھڑی ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: اپنے دونوں ہاتھ لاؤ، آپ نے انہیں پکڑ کر کھینچا تو میں کھڑی ہو گئی، اس طرح آپ نے انہیں پکڑ کر کھینچا تو میں کھڑی ہو گئی، اس طرح آپ نے تین دفعہ کیا، پھر فرمایا کھڑی ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہیں صحت و عافیت عطا فرمادی ہے، تو اس کی تعریف کرو اور اس سے ڈر، پھر مجھے چھوڑا اور چلے

گئے،اور جب میں بیدار ہوئی تو تندرست تھی،ان کا واقعہ بغداد شریف میں خوب مشہور ہوا۔(مصباح الظلام ص ۱۹۹)

مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے:

حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالکریم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی والے فرماتے ہیں کہ ابتداء میں جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا،اور جا بجا اس کا چرچا شروع ہوا،اور اکثر دوست مجلس میں بیٹھ کر اس کے متعلق دریافت کرتے،تو میں جواب میں کہتا کہ اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی،تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کر کے بتاؤں گا،مگر جب کبھی زیارت سے مشرف ہوتا کچھ یاد نہ رہتا۔

ایک دفعہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں،کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں جلوہ افروز ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد بہت سے اصحاب اور اولیاء صف باندھے حلقہ میں بیٹھے ہیں،میں نے ان میں سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا،کہ سب سے پیچھے بیٹھے ہیں،میں بھی انکے پیچھے مؤدب ہو کر بیٹھ گیا،میرے دائیں طرف حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تھے،اس وقت ایسی کیفیت پیدا ہوئی،کہ جو بیان نہیں ہوسکتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام مجلس منور تھی،اور فرش سے عرش تک نور ہی نور دکھائی دے رہا تھا،تھوڑی دیر کے بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ ارشاد فرمایا جس کے سنتے ہی تمام اہل مجلس کھڑے ہوگئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوگیا،مگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف آواز مبارک ہی سنائی دی یہ معلوم نہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔

میں نے جب دائیں بائیں نظر اٹھا کر دیکھا، تو بیشمار لوگ کھڑے ہوئے دیکھے، میں نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ان میں کچھ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں اور باقی سب اولیاء کرام ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میرے عزیز تم آگے جاؤ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے تمام اصحاب بیٹھ گئے، میں اس وقت سب سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا میں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا، جب دائیں طرف نظر کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رونق افروز دیکھا، اس وقت میں نے موقع مناسب خیال کر کے دریافت کیا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرزا قادیانی کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں، سچا ہے یا جھوٹا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا سنتے ہی منہ مبارک دوسری طرف کر لیا، مجھے خوف پیدا ہوا کہ شاید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا ہو گئے ہیں۔ اور ناراضگی کے باعث میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تم اس آیت کو پڑھو:

"ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا ویشهد الله علی مافی قلبه وهو الد الخصام" (البقرہ:۲۰۴)

ترجمہ: "اور بعض لوگوں میں بعض وہ شخص ہیں جن کی باتیں تم کو دنیاوی زندگی میں خوش معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنی دلی ارادت پر خدا کو گواہ ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ سب دشمنوں میں زیادہ جھگڑالو ہے۔"

میں اس آیت کو پڑھنا چاہتا تھا لیکن پڑھی نہ جاتی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پڑھو پڑھو۔

جب میں نے اس آیت کو پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بھی ہماری طرف توجہ والتفات فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مرزا قادیانی کاذب ہے پھر میں نے اس آیت کو زور سے پڑھا، دیکھا تو تہجد کا وقت تھا، یہ واقعہ بالکل سچا ہے اس میں کوئی جھوٹ نہیں، فقیر دروغ گو نہیں ہوتے:

"لعنة الله علی الکاذبین" جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔

(پیشگوئیاں ص ۱۱۸)

خدا جانے کہ وہ کیا حال محفل تھا
ہر ایک ساغر بکف محو مشاغل تھا
گلوں میں شوخیوں کا رنگ شامل تھا
چمن من ہر طرف شور عنادل تھا
ہواؤں میں سرور و کیف کامل تھا
غرض ایک انبساط و لطف حاصل تھا

غازی صوفی عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ:

غازی عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق جولاہا قوم سے تھا، وہ موضع پٹی تحصیل و ضلع قصور کے رہنے والے تھے، چک نمبر ۲۴ تھانہ خانقاہ ڈوگراں تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں آپ کے مرشد رہتے تھے۔

مذکورہ چک نمبر ۲۴ کی ملحقہ آبادی چک نمبر ۲۴ چھوٹی میں ایک بدبخت نور محمد کاہلوں رہتا تھا جو قریب کے ایک گاؤں موضع ہرنالہ کی ایک عورت کے دامِ فریب میں پھنس کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تھا، مذکورہ عورت سے شادی کرنے کی خاطر مرتد ہو کر اس نے سکھ

مذہب اختیار کرلیا اور اپنا نام چلچل سنگھ رکھ لیا، چلچل سنگھ نے حق کو کیا چھوڑا، اس کے اندر بھری ہوئی خباثتیں باہر اُمڈ آئیں، سکھوں کے اکسانے پر وہ جگہ جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بکواسات کرنے لگا، گاؤں کی تقریباً ساری آبادی سکھوں پر مشتمل تھی، جو بے حد مالدار، ثروت مند، خوشحال اور حکومت میں اثر ورسوخ کے مالک تھے ادھر مسلمانوں کے صرف چند گھر آباد تھے، وہ بھی ضعیف ونادار اور نہایت کمزروی وغریبی کی حالت میں تھے اور سکھوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔

ادھر قصور میں صوفی عبداللہ رات کو سویا تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی اور فرمایا: اے عبداللہ! یہ مرتد مجھے دکھ پہنچا رہا ہے اس کی زبان بند کردو، وہ فلاں گاؤں میں رہتا ہے پہنچو اور میرے گستاخ کی خبر لو۔

اتنا فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے صوفی عبداللہ کی آنکھ کھل گئی، جس وقت اسے یہ حکم دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا تو اس کی عمر تیس بتیس سال تھی۔ یہ ۱۹۲۸ء کی بات ہے۔

جب صبح ہوئی تو صوفی عبداللہ اٹھا اور کسی کو بتائے بغیر مرتد ومردود سکھ کے گاؤں کی طرف روانہ ہوگیا، صوفی عبداللہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں چلا جا رہا تھا، اسے نہ سکھوں کی کثرت اور طاقت کی پرواہ تھی اور نہ اپنی بے چارگی وکم مائیگی کا احساس وخیال۔

بس ایک ہی دُھن اس پر سوار تھی کہ وہ کسی طریقے سے اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بجالائے اور آخرت میں سرخرو ہوجائے۔ مجھے چلچل سنگھ سے ملنا ہے، صوفی عبداللہ اسی دھن میں کھویا ہوا سکھوں کے اس گاؤں میں جا پہنچا، صبح کا وقت تھا، چلچل سنگھ کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ گاؤں سے باہر کنویں پر ہے، صوفی عبداللہ نے کنویں کا رخ کرلیا، چلچل سنگھ کنویں پر بیٹھا تھا، بہت سے سکھ قریبی کھیتوں میں ہل چلا رہے

تھے، غازی عبداللہ نے ان کے پاس جا کر پوچھا مجھے چلچل سنگھ سے ملنا ہے۔

ادھیڑ عمر کے ایک سکھ نے بتایا کہ وہ سامنے بیٹھا ہے، پس عبداللہ بجلی کی سی تندی و تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے دبوچ لیا، اس سے پہلے کہ چلچل سنگھ اس ناگہانی افتاد سے سنبھلتا، صوفی عبداللہ نے اسے لٹا کر چھری اس کی گردن پر پھیر دی۔ چلچل سنگھ خاصا ہٹا کٹا اور موٹا تازہ تھا، لیکن ادھر عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت کارفرما تھی، لہٰذا اس کی مضبوط گردن دیکھتے ہی دیکھتے کٹ گئی، غازی عبداللہ نے چھری زمین پر رکھ دی اور خود بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر خدائے وحدہٗ لاشریک کا شکر بجالایا، جس نے اپنے حبیب ومحبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننے کی توفیق بخشی، پھر اٹھ کر بھاگا نہیں بلکہ بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ وہیں بیٹھ گیا۔ قریب ہی اس کی بیوی بھی کام کر رہی تھی صوفی عبداللہ نے اسے بھی للکارا تو وہ بھاگ گئی، مگر عبداللہ نے اسے کچھ فاصلے پر جا کر سر کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے چلچل سنگھ کے قریب لا کر ذبح کر دیا۔

غیبی مسلح افراد کا جمِ غفیر:

ایک عجیب عالم تھا، بدباطن چلچل سنگھ کی گردن کٹی پڑی تھی اور وہ تڑپ کر ٹھنڈا ہو چکا ہے، قاتل چند قدم کے فاصلے پر بیٹھا تھا مگر کسی سکھ کو اس کے قریب آنے کی ہمت نہ تھی، کچھ سکھوں نے بھاگ کر اس واقعہ کی پولیس کو اطلاع دی، جب پولیس آئی تو اس وقت بھی غازی عبداللہ بے حد اطمینان سے چلچل سنگھ کی لاش کے قریب بیٹھے تھے، جیسے پولیس کے انتظار میں ہوں، پولیس کے سپاہی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے، پھر حیران ہو کر سکھوں سے پوچھا یہ اکیلا آدمی تھا اور تم ڈھیر سارے، تعجب یہ ہے کہ چلچل سنگھ کو تم بھی قتل ہونے سے نہ بچا سکے، بلکہ اس کے قریب آنے کی ہمت بھی نہ کر سکے، اس پر ان کا جواب اور بھی حیران کن تھا، وہ کہنے لگے یہ اکیلا کہاں تھا، اس کے ساتھ تو مسلح افراد کا جمِ غفیر تھا، جس کی وجہ سے ہمیں

نہ قتل سے پہلے اس کی طرف بڑھنے کی جرات ہوئی نہ قتل کے بعد اس کے قریب پھٹکنے کی ہمت ہوئی، جب غازی عبداللہ سے پولیس افسر نے دریافت کیا، کہ کیا واقعی تمہارے ساتھ کوئی مسلح گروہ تھا، تو اس نے نفی میں جواب دیا، پھر ایک معنی خیز مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

مغفرت و بخشش کا وسیلہ:

غازی عبداللہ کو قتل کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا اور عدالتی کاروائی کی گئی، غازی ومجاہد کی طرف سے مقدمے کی پیروی شیخوپورہ کے معروف وکیل ملک انور مرحوم نے کی، غازی علم الدین اور غازی عبدالقیوم کی طرح غازی عبداللہ سے بھی یہ کہا گیا کہ اقبال جرم سے انکار کردو تو سزا سے بچ سکتے ہو، مگر غازی عبداللہ کا جواب بھی وہی تھا جو پہلے غازیوں اور شہیدوں کا تھا کہ اس طرح تم لوگ مجھے بارگاہِ رسالت ونبوت میں حاضری سے محروم کرنا چاہتے ہو، جو مجھے ہرگز منظور نہیں اور پھر یہ کہ اس جرم سے کیسے انکار کروں، جس پہ مجھے فخر وناز ہے اور جو میری مغفرت و بخشش کیلئے میری زندگی کا سب سے بڑا نیک عمل ہے۔

چنانچہ غازی عبداللہ کے نصیبوں میں چونکہ شہادت اور دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فوری حاضری لکھی تھی اس لئے فیصلہ سنایا تو غازی کا چہرہ بشاشت سے چمک اُٹھا اور جب اسے پھانسی کے تختے کی جانب لے کر گئے تو وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(عشق رسول کے ایمان افروز واقعات ص ۴۲، شہیدانِ ناموس رسالت ص ۱۳۶)

کیا پیش کروں تجھ کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

ماخذ و مراجع

۱۔ قرآن پاک
۲۔ کنز الایمان
۳۔ صحیح بخاری — الخلیل پبلیشنگ ہاؤس راولپنڈی
۴۔ صحیح مسلم — قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۔ سنن ابن ماجہ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۶۔ مشکوٰۃ شریف — قدیمی کتب خانہ کراچی
۷۔ سنن دارمی — مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
۸۔ نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری — فرید بک سٹال لاہور
۹۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری — دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور
۱۰۔ شرح صحیح مسلم — فرید بک سٹال لاہور
۱۱۔ شرح نخبۃ الفکر — مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ
۱۲۔ تفسیر روح المعانی — مکتبہ حقانیہ ملتان پاکستان
۱۳۔ فتاویٰ حدیثیہ — مصطفیٰ البابی الحلبی مصر
۱۴۔ میزان الشریعہ الکبریٰ — ماخوذ شرح صحیح مسلم
۱۵۔ لواقع الانوار القدسیہ — ماخوذ شرح صحیح مسلم

۱۶۔ فیض الباری — مطبع حجازی مصر

۱۷۔ تفہیم البخاری — تفہیم البخاری پبلیکیشنز فیصل آباد

۱۸۔ حکایات خلفائے راشدین وسلاطین اسلام — اپنا ادارہ زبیدہ سنٹر لاہور

۱۹۔ شواہد النبوۃ — مکتبہ نبویہ لاہور

۲۰۔ فتوح الشام — مکتبہ اخوت

۲۱۔ مردان عرب — مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان

۲۲۔ شرف النبی — احمد جاوید فاروقی پبلیشرز لاہور

۲۳۔ ریاض النضرہ — چشتی کتب خانہ فیصل آباد

۲۴۔ نزہۃ المجالس — شبیر برادرز لاہور

۲۵۔ جذب القلوب — مکتبہ الجدید کراچی

۲۶۔ شواہد الحق — حامد اینڈ کمپنی لاہور

۲۷۔ اسد الغابہ — المیزان ناشران وتاجران کمپنی لاہور

۲۸۔ وفاء الوفا — ادارہ پیغام القرآن لاہور

۲۹۔ فاتح اعظم صلاح الدین ایوبی — اخبار جہاں پبلی کیشنز کراچی

۳۰۔ مدینۃ الرسول — مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

۳۱۔ عشق رسول کے ایمان افروز واقعات — ادارہ تالیفات ختم نبوت

۳۲۔ البدایہ والنہایہ — نفیس اکیڈی کراچی

۳۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ

۳۴۔ فضائل صداقات — کتب خانہ فیضی لاہور

۳۵۔ سعادۃ الدارین

۳۶۔ القول البدیع — النوریہ رضویہ لاہور

۳۷۔ فضایل درود شریف	مکتبہ حقانیہ ملتان
۳۸۔ روض الفائق	مکتبۃ المدینہ
۳۹۔ تفسیر روح البیان	مکتبہ اویسیہ رضویہ
۴۰۔ کشف المحجوب	تصوف فاؤنڈیشن
۴۱۔ روض الریاحین	اکبر بک سیلرز
۴۲۔ انفاس العارفین	فضل نور اکیڈمی چک سادہ گجرات
۴۳۔ شان پنجتن پاک	دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف
۴۴۔ نشر الطیب	مشتاق بک کارنر
۴۵۔ تذکرۃ المحدثین	فرید بک سٹال لاہور
۴۶۔ تاریخ اسلام	مکتبہ خلیل لاہور
۴۷۔ سیرت النبی بعد از وصال النبی	فیروز سنز لاہور
۴۸۔ افضل الفوائد	مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان
۴۹۔ ہشت بہشت	مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان
۵۰۔ خواتین اولیاء کا انسائیکلوپیڈیا	مشتاق بک کارنر لاہور
۵۱۔ بستان المحدثین	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۲۔ دلیل العارفین	مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان
۵۳۔ راحت القلوب	مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان
۵۴۔ فوائد الفوائد	مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان
۵۵۔ اخبار الاخیار	شبیر برادرز لاہور
۵۶۔ ہفتاد اولیاء	کتب خانہ شانِ اسلام لاہور
۵۷۔ بزم صوفیہ	

۵۸۔ مرقاۃ المفاتیح از ملا علی قاری علیہ الرحمہ

۵۹۔ تاریخ الخلفاء — پروگریسو بکس لاہور

۶۰۔ خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم — مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

۶۱۔ شہیدان ناموس رسالت — علم وعرفان پبلشرز

۶۲۔ پیشگوئیاں — مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

اظہارِ تشکر

میں جناب طاہر رزاق ڈھلوں، جناب علی رضا ڈھلوں

جناب محمد ابوبکر ڈھلوں، جناب محمد صائم ڈھلوں

جناب حذیفہ اکرم اور علی برادران کا شکریہ ادا کرتا ہوں

جنہوں نے اس کتاب کو چھپوانے میں میری معاونت فرمائی

اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ان کو دارین کی بھلائیاں

نصیب فرمائے (آمین)

محمد طیب رشید صدیقی کیلانی

دیگر قابلِ مطالعہ کتب

0345-4872847